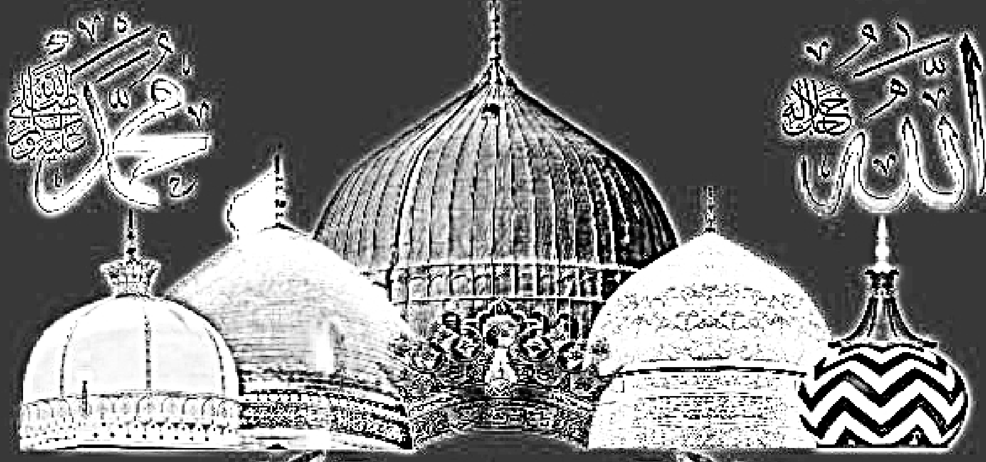


تعارف

پاسبان ملت

دارالعلوم غریب نواز مرزا غالب

روڈ الہ آباد

مصنف علامہ مفتی شفیق احمد شریفی پرنسپل دارالعلوم

غریب نواز الہ آباد

پیشکش انیس احمد حبیبی پرتاپ گڑھی

فہرست مضامین

اعتذار

....

سچ جانئے نہ تو یہ تاریخ ہے اور نہ مکمل تعارف

بلکہ پاسبان ملت، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد

نظامی علیہ الرحمۃ جو بذات خود ایک جماعت تھے ان کے کتاب زندگی کا

صرف ایک ورق ہے کیونکہ وہ صرف ایک خطیب ہی نہ تھے بلکہ ایک عرشی خیال

مفکر ایک صاحب طرز مصنف ایک کامیاب مناظر ہونے کے علاوہ گرامر، منطق،

فلسفہ، تفسیر و حدیث، فقہ و کلام کے عمیق النظر عظیم ترین محقق تھے

اگر موقع ملا تو موصوف کی مبسوط سوانح حیات پیش

کرونگا

جس میں ان کی زندگی کے تمام گوشوں کا احصاء ہوگا۔

عفی عنہ

شفیق احمد شریفی

دار العلوم غریب نواز۔ الہ آباد

۱۵ر اکتوبر ۱۹۹۰ء

خراجِ عقیدت

بپاسبان

ملت خطیب مشرق مناظر اہل سنت

شیخ طریقت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی

علیہ الرحمتہ بانی دار العلوم غریب نواز الہ آباد سربراہ آل انڈیا

سنی تبلیغی جماعت کی بارگاہ نازمیں اپنی عقیدت ومحبت

کے خوان میں خلوص وللہیت سے سجایا ہوا یہ گلدستہ اس

توقع پر نذر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ وہ

عاشق رسول محروم توجہ نہ

فرمائیں گے

کہ

ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا

تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

شفیق احمد شریفی

افتتاحیہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

العلماء ورثۃ الانبیاء

علمائے ظاہر وعلمائے باطن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے وارث اور جانشین ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔

"میری امت کے علماء و عارفین بنی اسرائیل کے مانند ہیں ۔"

جس طرح انبیاء ورسل نے اپنی امتوں کو تبلیغ فرمائی، انھیں حلال وحرام فرض و واجب بیان فرمایا، نیکی و بدی اور معروف ومنکر کی وضاحت فرمائی۔ ان کا تزکیۂ نفس اور تنقیہ قلب فرمایا اور دینوی و اخروی فلاح و بہبود کی طرف رہنمائی فرماتے رہے۔ اسی طرح میری امت کے علماء حلال وحرام، فرض و واجب، نیک و بد معروف ومنکر کی وضاحت فرماتے ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے

دیتے ہیں۔ اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ احکام قرآنی و فرمودات رحمٰن کا درس دیتے ہیں۔ اولیاء کرام مسند ارشاد و تکمیل پر بیٹھ کر تزکیہ قلب اور تصفیہ باطن کی تلقین کرتے ہیں اور علم کے ساتھ عمل صالح کی ترغیب دیتے ہیں۔

منازل سلوک و وصول سے شناسا کرتے ہیں اور حق سے برگشتہ مخلوق کو راہ راست پر لاتے ہیں قلبی توجہات اور روحانی تصرفات سے مسترشدین کے دلوں کو انوار الٰہی کی آماجگاہ بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نااہلوں جاہلوں کو ان سے فیضیاب ہونے اور تربیت حاصل کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا:-

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

"اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم و ذکر سے معلومات حاصل کرو۔"

ان کے مقصد حیات اور مطمح نظر کی وضاحت اس طرح فرمایا۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر" یعنی تم ایک بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔"

ان کے خوف الٰہی اور غیر اللہ سے بے خوفی لاپرواہی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

انما يخشى الله من عباده العلماء۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے صرف علماء عاملین اور عارفین کاملین ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور کوئی دوسری طاقت اپنے جبر و قہر ظلم و ستم جور و استبداد سے انھیں نہیں ڈرا سکتی اور جادۂ حق سے ہٹا نہیں سکتی، انھیں راحت و سکون آرائش و زیبائش اور نفسانی خواہشات اپنے فریفتہ

تبلیغ واشاعت دین سے باز نہیں رکھ سکتی اور کیونکر باز رکھ سکے جب کہ وہ محض چشم تصور سے نہیں دل کی فراست اور نور بصیرت سے دنیا کی فنا و بقا اور بے مائیگی کا مشاہدہ کرتے ہوں۔ عالم آخرت کی نعمتوں غیر فانی اور ابدی راحتوں کا معائنہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ۔ ۔ جب کہ خالق کائنات کی ذات وصفات اس کی حکومت و سلطنت عامہ اور قدرت تامہ کو ملاحظہ کر رہے ہوتے ہیں

تاریخ کے اوراق اکابر ملت اور اساطین علم کے ان کارناموں اور غیر فانی قربانیوں کے گواہ ہیں۔ ان کی تصنیفات اور علمی شہپارے اور ان کے دینی اور تبلیغی جذبات کے شاہد ہیں۔ کفر و ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع اسلام کو روشن کرکے سلطنت ہائے اسلامیہ کی بنیاد رکھنا اور ظاہری بے سامانیوں کے باوجود محض روحانی تصرفات سے دلوں کا دنیا بدلنا ان درویشان خدامست اور سرشاران بادۂ الست کی امتیازی شان ہے اور امت حبیب علیہ التحیۃ الثنا کے علماء مجتہدین اور اولیاء کاملین کا نظام ہے۔

پہلی امتوں میں جس طرح غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ ہند حضرت معین الدین اجمیری شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی و بہار الحق والدین خواجہ نقشبندی جیسے متعدد اولیاء نظر نہیں آتے۔ امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے ائمہ دین مجتہدین اور علمائے کاملین بھی نظر نہیں آتے۔

جتنا نبی کا مقام بلند ہوتا ہے اتنے ہی اس کے جانشینی درجات عالیہ پر فائز ہوتے ہیں جتنی نبوت عام اور رسالت وسیع ہوتی ہے اتنی ہی وارثان علوم و اسرار اور مسند نشینان خلافت و نیابت زیادہ ہوتے ہیں اور جتنی مدت رسالت و نبوت طویل ہوتی ہے اتنی ہی وارثان علوم و معارف اور امینانِ

و رموز کی تعداد کثیر اور ترقی پذیر ہوتی ہے

جب سید الخلق افضل الرسل امام الانبیاء علیہ وعلیہم السلام سب سے افضل ہیں اور مرتبہ میں بلند و بالا ہیں۔ ان کی نبوت و رسالت محیط عام ہے اور ان کی شریعت و ملت نا قابل نسخ و اختتام ہے تو ان کی امت کے علماء ظاہر و باطن ائمہ دین اور علماء اور اقطاب و اولیاء بھی سب امتوں سے افضل و اکمل ہوں گے ہر عالم اپنے علاقہ اور حلقہ اثر میں دین مصطفےٰ کو پھیلاتا ہے اور اس فیض کو عامۃ الناس تک پہنچاتا ہے اس کی فضیلت عام امتی اور محض عابد و زاہد سے بہت زیادہ ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم

عالم کی فضیلت عابد پر اتنی ہے جتنی کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر

نیز فرمایا:۔

موت العالم موت العالم

ایک عالم کی موت ایک جہاں کی موت ہے۔ ارشاد ہوا:۔

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تمام اہل آسمان ۔۔ یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں بیٹھ کر اور مچھلیاں لوگوں کو بھلائی سکھانے والے اور راہ صواب و والے پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور ساری مخلوق اس کے لئے دعاگو ہوتی ہے۔

خلیفۃ اللہ الاعظم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین ہر دور میں ظہور پذیر ہو کر اپنے دین کی تجدید اور اس کے سنت کا احیاء کرتے رہے ہیں

اور کرتے ہی رہیں گے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی مجدد مائۃ ماضیہ امام اہل سنت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی تھی جن کی پوری زندگی، سانس کا ہر ہر لمحہ احقاق: حق و احیائے سنت میں گزری اور جنہوں نے بلاشبہ نہ صرف ہند بلکہ پورے عالم اسلام کو عشق رسول سے سرشار کر دیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ خود بھی ایک انوکھے عاشق سچے و پکے شیدائی رسول تھے جس کا اندازہ خود آپ کے لبہائے مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

"الحمد للہ تعالیٰ اگر میرے قلب کو دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک ٹکڑے پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے ٹکڑے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب ملے گا۔"

یہ تھا آپ کا مزاج عشق اور ذوق محبت کا سوز و گداز۔

پاسبان ملت خطیب مشرق سلطان المناظرین شیخ طریقت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ امام اہل سنت کے ان عاشقوں میں سے ایک درنایاب تھے۔ جن کی پوری زندگی تصنیف و تالیف، وعظ و خطابت مباحثۃ و مناظرہ کے ذریعہ عوام کے قلوب کو عشق رسول کی چاشنی اور محبت رسول کا جام پیش کرتی رہی اور عاشقان رسول عشق کے سمندر میں غوطہ لگاتے رہے، اور اپنے دامن مقصود کو اس گوہر مراد سے خوب خوب بھرتے رہے۔

عاشق رسول علامہ نظامی ان عظیم شخصیتوں میں سے ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے جو ملک و ملت کی آبرو بن کر ابھرتی ہیں اور آسمان رشد و ہدایت کے آفتاب عالمتاب کی طرح چمکتی ہیں۔

شرافت و دیانت حق گوئی و بے باکی، اصابت فکر و بالغ النظر مفکرانہ

صلاحیتیں، محققانہ استعدادیں، تصنیفانہ و تالیفانہ خصوصیتیں، حق پرستی، حق آگاہی، اور حق نوازی اور مناظرانہ و مبلغانہ خصائص آپ کی ذات میں مولیٰ تعالیٰ نے کامل طریقہ پر سمو دیا تھا۔

ولادت

آپ کا آبائی وطن موضع سرائے غنی ہے جو ضلع الہ آباد کی مشہور تحصیل پھولپور کا ایک مردم خیز خطہ ہے۔ یہاں ملک زادوں کی آبادی ہے جو پرانے زمینداروں اور درشاہیں شمار ہوتے ہیں۔ پاسبان ملت خطیب مشرق سلطان المناظرین شیخ طریقت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ ملک برادری کے ایک زمیندار گھرانہ میں ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے سرٹیفکٹ کے حساب سے آپ کی تاریخ پیدائش ۵ر اگست ۱۹۲۹ء ہے

تعلیم و تربیت

علامہ نظامی کے والد گرامی ایک درویش صفت بزرگ تھے۔ سلطان الہند خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضری دلانے کے بعد ان کے والد گرامی نے علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے آستانۂ خواجہ پرمنت مانی اور ماہ شوال المکرم میں اپنے وقت کے ایک عظیم عالم دین شیخ طریقت سلطان التارکین امام المناظرین حضور مجاہد ملت الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمن رئیس اعظم اڑیسہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آپ کو سپرد کیا۔

اساتذہ کرام

دار العلوم سبحانیہ جو کسی وقت نہ صرف الہ آباد بلکہ اتر پردیش کا ایک مرکزی علمی ادارہ اور تربیتی دانش کدہ تھا۔ اسی ادارہ میں استاذ الاتذہ بحر العلوم امام التارکین حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کے زیر نگرانی، پاسبان ملت، کی نشو و نما تعلیم و تربیت ہوئی۔ فارسی کے ابتدائی اسباق مولوی رحمت اللہ کے سپرد کئے گئے مگر جب اس کی ذہانت آشکارا

ہوئی تو حضور مجاہد ملت کے ایماء پر جلالۃ العلم بحر العلوم علامہ الحاج قاری عبدالرب صاحب ازہری مرادآبادی کے یہاں آپ کے اسباق منتقل کر دیئے گئے۔ ہدایۃ النحو تک آپ کی تعلیم حضرت علامہ عبدالرب صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ہوئی اس کے بعد ماہر علم و فن امام النحو حضرت علامہ مولانا عبدالقدوس بھدرکی سے آپ نے گرامر کی تعلیم مکمل کی۔ شرح جامی کے بعد آپ کے اسباق شمس العلماء خلیفہ حضور مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم القدسیہ سے متعلق ہو گئے۔

آپ معقولات و منقولات کے ایک ممتاز و منفرد عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شیخ کامل بھی ہیں۔ آپ ہی کی شرف تلمذ کی بناء پر پاسبان ملت نے "نظامی" نسبت پسند فرمائی۔

اسی اثناء میں قصیدہ بردہ شریف، کنزالاقائق اور شرح جامی کے کچھ اسباق حضور مجاہد ملت کے پاس ہوتے رہتے۔ ۱۹۴۴ء میں آپ نے الہ آباد بورڈ سے عالم فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا۔ ۱۹۴۵ء میں منشی کا امتحان دیا اور ۱۹۴۶ء میں فاضل ادب اور اردو اعلیٰ قابل کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی ۱۹۴۷ء میں کامل کے امتحان میں کامیاب ہوئے اور درس نظامی کی سند فراغت بھی حاصل کی۔

درس عالیہ کی تعلیم میں مولانا عبدالقدوس صاحب بہاری مولانا محمد عمر الہ آبادی سے آپ نے دیوان متبنی، ہدایۃ کتاب . . . . ، نہایت . . . . امام رازی، دیوان حماسہ، رازی معلقہ، علم القوافی کی تعلیم حاصل کی۔

تدریسی خدمات ۱۹۴۶ء میں جب کہ آپ کی فراغت بھی نہ ہونے پائی

نہ ہو پائی تھی۔ آپ الہ آباد کی قدیم درسگاہ مدرسہ مصباح العلوم میں مدرس رہے مولوی، عالم کی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ اس کے بعد الہ آباد کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم جامعہ حبیبیہ میں ایک سال کے لگ بھگ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

اس کے بعد مدرسہ عالیہ فاروقیہ بنارس میں صدر المدرسین کے عہدۂ جلیلہ پر مامور ہوئے ابھی آپنے چند ہی ماہ تدریسی خدمات انجام دی تھی کہ مدرسہ سبحانیہ کے اراکین کے بے حد اصرار پر آپ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد چلے آئے اور تین برس سے زائد آپ یہاں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دور کے آپ کے مشہور تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

(۱) مولانا انوار احمد نظامی، ناظم اعلیٰ دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد

(۲) مولانا نورالدین صاحب نظامی، پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور، یو۔ پی۔

(۳) مولانا ابوذر صاحب مانی، رجسٹرار عربک مدرسہ ساز، اتر پردیش۔

خطابت میدان میں

یوں تو آپ ۱۹۴۶ء ہی سے بڑی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں مدعو ہونے لگے تھے۔ لیکن پورے طور پر آپ اس میدان میں ۱۹۵۰ء میں اترے۔

پاسبان ملت نے تقریری پروگرام میں شرکت کرنے کے بعد عوام و خواص میں اس قدر شہرت و مقبولیت حاصل کی کہ اب حال یہ تھا کہ جو

بستر ہمیشہ کھلا رہتا تھا اب وہ ہمیشہ بندھا رہتا تھا۔
اب پروگرام کی اس قدر ہما ہمی تھی کہ تدریس سے منسلق رہنا ناممکن سا ہوگیا تھا۔ اسی بناء پر مدرسہ سبحانیہ سے آپکو مستعفی ہونا پڑا۔

ماہنامہ پاسبان کا اجراء

اسی دور میں آپ نے اہل سنت و جماعت کے آرگن کی حیثیت سے ماہنامہ "پاسبان" کا اجراء کیا۔ کچھ دنوں کے بعد الہ آباد سے اس کا مرکزی دفتر بمبئی منتقل ہوگیا۔ ایک عرصہ دراز تک ماہنامہ پاسبان سنیت کی زمین پر بادل بن کر چھایا رہا۔ جب تک علامہ نظامی کا قلمی تعاون رہا پاسبان کا ہر شمارہ علم و ادب و تاریخ کی دستاویز ہوتا۔

سب سے پہلے امام اعلیٰ حضرت کو 'امام' آپنے لکھا

مجدد مائتہ حاضرہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی کو سب سے پہلے ماہنامہ پاسبان میں امام لکھا۔ جس پر مولانا اقبال احمد نوری نے ماہنامہ "نوری کرن" بریلی میں ایک تنقیدی مضمون لکھا کہ آپ نے تو اعلیٰ حضرت کو مسجد کا امام بنادیا۔ اگلے شمارے میں پاسبان ملت نے اس کا سنجیدہ و مدلل جواب تحریر فرمایا کہ امام مسجد کے علاوہ امام رازی و امام غزالی پر بھی تو آپ نظر کر لیجئے۔
پھر تو اس لفظ کو اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ آج خواص تو خواص عوام بھی اعلیٰ حضرت کو امام ہی کہتے ہیں۔
اسی طرح سلطان التارکین علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن علیہ الرحمتہ کو سب سے پہلے پاسبان ہی میں مجاہد ملت لکھا گیا جس کی حیثیت اب قریب قریب

علم کے ہو گئی۔

بیعت و خلافت

آپ کو بیعت و خلافت خانقاہ رضویہ کے اس عظیم فرد قطب عالم ۔۔۔۔ غوث اعظم نائب غوث اعظم سیدی وسندی و مرشدی علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان سے حاصل ہوئی تھی ۔

پیری و مریدی

یوں تو عموماً پیروں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ مرید ہوں تاکہ ان کا سلسلہ دراز سے دراز ہو مگر علامہ نظامی کا مزاج اس سے بالکل الگ تھا اگر آپ سے کوئی خواہش ظاہر کرتا تو پہلے آپ اس کو بریلی شریف کی طرف رجوع کرنے کی تاکید فرماتے لیکن اس کے باوجود اگر وہ ضد ہی کرتا تو اس کو سلسلہ رضویہ نوریہ میں داخل فرما کر شجرہ عطا فرماتے اور اپنے سلسلہ کے اوراد و ظائف کی تلقین فرماتے ۔

سفر و حضر کے رفیق۔۔۔ جناب الحاج حافظ لعل محمد قادری نے بتایا کہ علامہ کے مریدین کی تعداد تقریباً ۵ ہزار ہے ۔

عشق رسول

سیدی پاسبان ملت، کو جو بھی عظمت حاصل ہوئی وہ عشق رسول ہی کی بناء پر اور بلاشبہ عشق رسول علیہ التحیۃ والثناء ہی جان ایمان ہے محبوب رب

رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے فنائیت کا صحیح اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آخری عمر میں باوجود شدید علالت کے (جب کبھی کبھی راقم السطور کو زیارت کا موقع ملتا) تو بار بار فرماتے مولانا! کاش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں (وہابیوں غیر مقلدوں) سے مجھے مناظرہ کا موقع پھر مل جائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے دشمنوں کا منہ توڑ جواب دیتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری جان نکل جائے آپ کے اس شعر سے عشق رسول کی واضح جھلک دکھائی پڑتی ہے ۔

طواف کعبہ بھی کرنا ہے مجھکو اے حرم والو
اگر فرصت ملی مجھکو طواف کوئے جاناں سے

الحاج حافظ لعل محمد قادری نے بتایا کہ اثنا رسی جب حضرت کی طبیعت زیادہ بگڑی تو کلمے اور چند سورتوں کے پڑھنے کے بعد مجھے درود پڑھنے کا حکم فرمایا جب جب اسم رسالت آتا آپ کے ہاتھ آنکھوں کی طرف خود اٹھ جاتے اس طرح درود پاک پڑھتے پڑھتے آپ پر غشی طاری ہوئی اور پھر تا دم وصال ہوش نہ آسکا ۔

●

پاسبان ملت کی دوستی اور دشمنی صرف اللہ کے لئے تھی ۔

الحب للہ والبغض للہ

ان کی محبت اور نفرت کا اصول تھا ۔ اگر کسی نے ان سے عداوت رکھی تو انھوں نے اس کو دشمن نہیں سمجھا انھوں نے اپنی طرف پتھر پھینکنے والوں کے ہاتھوں میں ہمیشہ پھول دیا ، اپنی راہ میں کانٹے بچھانے والوں کے لئے نرم روش بنائی بیشک

وہ ملت کے قائد و پاسباں تھے۔ ان کی شخصیت اہل سنت و جماعت کے لئے ایک نعمت الہیہ تھی لیکن خدا اور رسول کے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کیا اور ان کے لئے ہمیشہ شمشیر برہنہ رہتے کبھی کسی وہابی نجدی و رافضی غیر مقلد سے کبھی بھی کوئی تعلق نہیں رکھا ایک بار ایسا بھی ہوا کہ رمضان المبارک کا مہینہ قریب آچکا تھا دارالعلوم کے روداد میں تاخیر ہو رہی تھی۔ مولانا انوار احمد نظامی ناظم اعلیٰ دارالعلوم غریب نواز نے ایک کاتب کو دارالعلوم کے دفتر میں کتابت کے لئے بلا لیا۔ (یہ وہابی تھا) اتفاقاً علامہ نظامی تشریف لے آئے۔ انتہائی سختی سے مولانا انوار کو تنبیہ فرمائی کہ روداد چھپے یا نہ چھپنے میں دارالعلوم کی چہار دیواری میں کسی دشمن رسول (وہابی) کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔

علامہ نظامی مخلوط محفلوں اور مجلسوں میں شرکت کے ہمیشہ مخالف رہے اور ولاتجالسوھم کے ارشاد نبوی کو ہمیشہ سینے سے لگائے رہے۔ علامہ نظامی نے دشمنان رسول اور غداران بارگاہ حبیب کے خلاف اپنی زبان و قلم کی تلوار ہمیشہ استعمال کیا اور دنیا کو اعتراف کرنے پر مجبور کر دیا کہ اس دور میں عشق محبوب کبریائے میدان میں صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر علامہ نظامی نے حق محبت ادا کیا ہے۔

اخلاق حسنہ

پاسبان ملت میں ایک خاص بات یہ تھی کہ ہر ملنے جلنے والے سے اس محبت سے کلام فرماتے کہ وہ سمجھتا کہ شاید علامہ نظامی کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی محبوب ہی نہیں ہے۔ علامہ کا حسن سلوک، انکسار، جذبۂ محبت و خدمت خلق اور اہل ثروت سے زیادہ غریب لوگوں کی طرف جھکاؤ ان کی شخصیت کے

نمایاں پہلو ہیں۔

انداز کلام

جب گفتگو کرتے تو کبھی مناظرانہ شان ہوتی اور کبھی مالکانہ کبھی خطیبانہ انداز ہوتا، اور کبھی صوفیانہ غرض کہ مختلف حالات کے پیش نظر گفتگو کا رخ بھی تبدیل ہوتا رہتا۔

کبھی بحر ذخار کی طرح موجزن ہوکر حاضرین مجلس کو اپنے اعجاز نما بیان سے مسخر کر لیتے۔ بسااوقات حدیث و قرآن کے پرکیف و خوش گوار اقتباسات ذکر کرتے جس سے کلام کا حسن و جمال غیر معمولی طور پر دوبالا ہو جاتا تھا۔ قدرت نے آپ کے کلام میں تسخیر عطا فرمائی تھی بولتے تو پھول جھڑتے تھے۔

نثر نگاری

آپ نثر کے استاد کامل تھے۔ آپ کی ہر عبارت ظاہری اور معنوی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے علاوہ نہایت شستہ و شگفتہ اور انتہائی چست ہے۔ اس میں نسیم سحر کی ٹھنڈی جھونکوں کی روح افزا لطافت پھولوں اور پھلوں کی فرحت بخش سرسبزو شادابی پنہاں ہے۔ وہ ایک پر فضا اور بارونق مرغزار ہے جس میں گوناگوں کلیوں کی چٹک اور مختلف الانواع ترو تازہ پھولوں کی مہک ہے بلکہ اس میں اس سے بھی زیادہ حسن و جمال کی رعنائیاں جلوہ فگن ہیں روشن و تابناک ستارے اس کے سامنے ماند ہیں۔

وہ درحقیقت فصاحت و بلاغت کا منبع اور خطابت کا مخزن ہے اس میں علم بیان کے جملہ حقوق کو پورے طور پر سمانے کی کوشش کی ہے۔

* * * * * * * *

ہمہ جہت شخصیت

پاسبان ملت علامہ نظامی نے ایک طرف علماء اہل سنت کی پروقار مجاہدانہ انداز کے ساتھ دشمنان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت کو کچلا اور دوسری طرف قوم وملت کے تحفظ کے لئے اپنی زندگی وقف کی اس طرح وہ بیک وقت مختلف النوع مذہبی تعلیمی، فنی، لسانی، تصنیفی انجمنوں اور اداروں کے فعال رکن تھے۔ ملک وملت کی تاریخ پر ان کی شخصیت ان کی انتھک جد وجہد ان کی ذہانت ان کی معاملہ فہمی اور ان کی گہری واثر آفرینی انسانیت کی چھاپ ہے۔

میں نے علامہ نظامی کو علماء کے نورانی بزم میں دیکھا۔ اکابر کی مقدس محفلوں میں دیکھا، معاصرین کی پر بہار مجلسوں میں دیکھا تو تلامذہ کے اجلاس میں دیکھا، واردین وصادرین سے ملتے جلتے بھی دیکھا، عابدوں وزاہدوں میں دیکھا شیوخ طریقت کے پر نور انجمنوں میں دیکھا۔ غرض ان کی زندگی کے ہر ہر گوشے سے عشق رسول، نیازمندی، خورد نوازی، اطاعت شعاری، ظاہر وباہر نظر آئی۔

قدرت نے آپ کو علم وفضل، صبر وضبط، ضبط ودانش مندی، اور عزم واستقلال کا جتنا وافر حصہ عطا فرمایا تھا وہ آج کے دور میں گنتی کے چند افراد ہی کو حاصل ہے۔

یہ اپنی جگہ پر ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے اندر اخلاص، دردمندی کی کسک اور عہد جدید کی تعمیر کی بنیاد انھیں کے ہاتھوں کی ڈالی ہوئی ہے۔ تخریب وانتشار پسندی اور جمود وتعطل جیسے مہلک رجحانات سے ہٹ کر آپ نے اپنا ایک الگ تعمیری راستہ اختیار فرمایا۔ وہ صرف کام کے آدمی تھے اور صرف کام ہی پسند کرتے تھے۔ خود فرماتے یہ زندگی کام کا دوسرا نام ہے۔

کسی ایک منزل تک پہنچ کر رک جانا اور اس کو اپنی معراج سمجھ لینا تو آپ نے سیکھا ہی نہ تھا۔ وہ لوگوں کی تنقید میں الجھنے اور راستے کے مشکلات میں الجھنے کے بجائے وقت کم اور کام زیادہ کے قائل تھے۔ فرماتے " کام ہی ہر سوال کا جواب ہوتا ہے۔

عہد حاضر کے قائدین علم و اخلاص میں پاسبان ملت کی شان عجیب انفرادیت کی حامل نظر آتی ہے۔ وہ کشور علم و فن اور شہر یار خطابت کے ایسے تاجور تھے جن کی خداداد شوکتوں کے پرچم لہر رہے تھے۔

علامہ نظامی اپنے وقت کے ایک عظیم خطیب ہی نہ تھے بلکہ اس میدان میں ایک نئے باب کے موجد تھے۔ مثالی تقریروں کے بانی بھی تھے اور اپنے منفرد انداز کے خاتم بھی۔

ایک پختہ کار مصنف ایک عظیم مفکر و مدبر ہونے کے ساتھ ہی ایک عظیم تحریک کے قائد و پاسباں بھی اور میدان مناظرہ کے تو ایسے عظیم شہسوار تھے کہ جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی تھا۔

علمائے سوء کا یہ جملہ بہت مشہور رہے کہ نظامی جیسا خطیب اگر ہماری جماعت میں ہوتا تو ہم لوگ پورے ہندوستان کو وہابی بنا لیتے

جن لوگوں نے مناظرہ کے میدان میں علامہ نظامی کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب اہل سنت کا یہ پاسبان اسٹیج پر اپنی افتتاحی تقریر کرتا اور گستاخان بارگاہ رب العالمین کا تعارف کراتا یا پھر ان کے انجام سے باخبر کرتا تو پورا مجمع نعرہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھتا اور مذہب اہل سنت و جماعت کی فتح کا اتنا ہی یقین ہو جاتا جتنا کہ رات کے بعد دن آنے کا۔

وہ چاہے بھنگواں، گونڈہ کا مناظرہ ہو چاہے ناگپور کا، چاہے چھرپا کا مناظرہ

ہو چکا ہے بجر ڈیہہ بنارس کا ہو یا بھیونڈی کا ہر مناظرہ میں علامہ نظامی نے اہل سنت کی پاسبانی کا حق ادا کیا ہے ۔

مرکز علم وادب دار العلوم غریب نواز میں اساتذہ و طلبہ کی جھرمٹ میں ایک بار فرمایا " مولانا شفیق ! دار العلوم نے اگر چند کامیاب مناظر پیدا کر دیئے تو یہ میری زندگی کا بڑا کارنامہ ہوگا ، اور اس کے بعد آپنے اپنے مناظرہ کی تمام کتابیں دار العلوم غریب نواز کو وقف فرمادیں ۔ بحمدہ تعالیٰ ان کی یہ خواہش پوری ہوئی ۔ اور آج بھی دار العلوم کے اساتذہ و طلبہ کے نام سن کر شہر الٰہ آباد اور اس کے مضافات کے گمراہ فرقے کانپ اٹھتے ہیں کہ کہیں کسی بد دین نے چیلنج کیا اور دار العلوم کا پورا اسٹاف پہنچ گیا اور دشمنان رسول کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا جس کی مثالیں سکندرہ ، میو آئمہ ، ہنومان گنج ، رشید آباد کے مناظرے ہیں کہ شرائط مناظرہ ہی میں انھیں شکست کھانی پڑی ۔

دار العلوم نے جو مناظرین پیدا کئے ہیں ان کے مختصر نام یہ ہیں :-

(۱) شیخ طریقت علامہ صوفی افتخار احمد نوری

(۲) مناظر اہل سنت مولانا کمال احمد پرتاپگڈھی

(۳) مولانا عبد المقتدر جالے دربھنگوی

(۴) مولانا مفتی ولی محمد امام جامع مسجد باسنی

(۵) مفتی مظفر حسین کٹھاری صدر مدرس مدرسہ ربانیہ باندہ

(۶) علامہ عبد الحقیق خاں گونڈی

(۷) علامہ شہباز الزماں صاحب مدرسہ احسن المدارس . کان پور ۔

(۸) علامہ امتیاز احمد مفتی فتح پور شیخاوائی

(۹) مفتی محمد رفیع اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ سراج العلوم ابھاری

(۱۰) علامہ نیاز احمد صاحب صدر مدرس گلشن اجمیر بہریا۔

(۱۱) علامہ تجمل حسین جوگیشوری بمبئی

(۱۲) مولانا قمر الزماں وغیرہ

• • •

شعروشاعری

علامہ نظامی شعروشاعری میں اعلیٰ فنی قابلیتوں کے حامل اور بلند پایہ درس و ادراک ... پایاں اہم خصوصیات کے مالک تھے۔ آپ کے کلام میں سلاست و روانی، ... الفاظ، بلند تخیل اور شگفتگی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ دل آویز ترکیبیں عمدہ اور نادر تشبیہات آپ کے اشعار کا اہم جز ہیں۔ اگر علامہ کا دیوان شائع ہوگا تو یہ اردو ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔ علامہ نظامی کے اس شعر کو بار بار پڑھئے اور ان کے عشق رسول کا اندازہ بھی لگایئے۔ نیز شعری محاسن کو ملاحظہ بھی فرمایئے سہ

طواف کعبہ بھی کرنا ہے مجھکو اے حرم والو
اگر فرصت ملی مجھکو طواف کوئے جاناں سے

نظامی



خطابت

پاسبان ملت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی میدان خطابت کے ایسے شہسوار تھے کہ ان کے معاصرین میں کوئی بھی ان کا ثانی نہ تھا۔ بڑی بڑی کانفرنسیں عظیم اجلاس میں علامہ کی شرکت ہی اجلاس کے کامیابی کی ضمانت تھی۔ انداز خطابت ایسا انوکھا اور نرالا تھا کہ عوام و خواص یکساں جھوم جھوم اٹھتے تھے۔ پروردگار عالم نے کلام میں قوت تسخیر عطا فرمائی تھی اہم سے اہم مسائل اتنے واضح انداز میں سمجھا دیتے کہ عوام کے قلوب میں بھی جاگزیں ہو جاتے۔ جب آپ تقریر کے لئے منبر پر جلوہ فگن ہوتے تو مجمع پر مکمل سکوت طاری ہوتا۔ کبھی کبھی دیوانگان مصطفٰے وجد و کیف میں جھوم جھوم کر نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے اپنے کیف و انبساط کا اظہار کرتے اور اہل دانش تو حیرت سے منہ تکتے رہتے۔ آپ کا سحاب علم و فضل ٹوٹ ٹوٹ کر برستا رہتا اور حاضرین یاران عشق و عرفان میں شرابور ہوتے رہتے۔

علامہ کی تقریر قرآن و حدیث سے مبرہن اقوال فقہاء سے مزین ہوتی اور ایسی دل بھاتی مثالیں ذکر فرماتے کہ مجمع پر وجد آفریں کیفیت طاری ہو جاتی۔

مناظرہ

پاسبان ملت جس طرح سید الخطباء تھے اسی طرح سلطان المناظرین بھی بے شمار مناظرہ میں صدر کی یا مناظر کی حیثیت سے شرکت فرمائی اور بحمدہ تعالیٰ ہر جگہ آپ کا ایک نمایاں کردار رہا اور گمراہ فرقوں کو منہ کی کھانی پڑی اور شکست کھانی پڑی۔ یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ علامہ نظامی کے صرف اسی ایک وصف پر سینکڑوں صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ناگپور، جھریا، بھینگواں، بھیونڈی

بجر ڈیہہ وغیرہ کے مناظروں میں وہ ایک کامیاب مناظر اور بے باک مجاہد کی حیثیت سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

ان کے فتح و کامرانی پر علمائے اہل سنت نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

اہل سنت کے پیامی اے نظامی زندہ باد

تنظیمی خدمات

ملت اسلامیہ کے ایک ذمہ دار کے ناطے پاسبان ملت کو تنظیم کی اہمیت و افادیت کا بھرپور احساس تھا اسی لئے ابتدائی دور میں ملت کی مختلف تنظیموں میں شمولیت اختیار کی اور نمایاں خدمات انجام دیں جس نے قائدین کو محو حیرت کر دیا۔ سلطان التارکین حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ نے جب آل انڈیا تبلیغ سیرت قائم فرمائی تو آپ اس کے جوائنٹ سکریٹری منتخب ہوئے اور اس کے ساتھ آپ نے جو ایثار و قربانی پیش کی وہ قطعاً فراموش نہیں کی جا سکتی۔

آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ میں آرگنائزر سکریٹری چنا گیا۔

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی کے لئے جنرل سکریٹری کا انتخاب کیا گیا اور حضور سید العلماء کی وصال کے بعد کچھ دنوں کے لئے عارضی صدارت کی خدمات بھی انجام دیں۔

یہ دور سنی جمعیۃ العلماء بمبئی کے شباب کا دور تھا۔ اس دور کی خدمات کو سنی عوام و علماء کبھی فراموش نہ کریں گے

پھر جماعت میں نئی زندگی پیدا کرنے کے لئے آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کا اعلان فرمایا اور اس کے لئے ایک دستور العمل کی تدوین میں اصابت فکر کی روشن

مثال قائم کی اور جماعتی وقار بحالی کے لئے نیز اجتماعی شعور کی بیداری کے لئے آپ نے تمام حلقہ ہائے اثر میں اس کی شاخیں قائم کر کے فریضۂ تبلیغ ادا فرمائی اور تادم وصال اس تحریک کی سرپرستی فرماتے رہے۔

سنی تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد پر نظر ڈالئے تو علامہ نظامی کی رودادِ ذہن اور فکر کی مصائب اور ملت کے درد کا پتہ چلتا ہے۔

تصانیف کی خصوصیات

آپ نے اپنی زندگی میں مختلف موضوع پر قلم اٹھایا اور متعدد کتب و رسائل لکھے جو اپنی معنویت و افادیت اور مخصوص اندازِ بیان کی بناء پر شہرۂ آفاق ہیں ان میں "خون کے آنسو" دو حصے آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے آپ کی اس تصنیف کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اس کا موضوع دشمنانِ رسول اور غدارانِ بارگاہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محققانہ تنقید اور ان کے عقائد باطلہ کا مدلل رد ہے بلکہ اس کے بعد اس موضوع پر جتنی بھی کتابیں منظرِ عام پر آئیں ان سب کے لئے یہ کتاب ایک مشعلِ راہ اور ماخذ کی حیثیت رہی اور جو اپنی تحقیقات و تدقیقات کی بناء پر آج بھی لاجواب ہے اور وہابیہ و دیابنہ آج بھی خون کے آنسو رو رہے ہیں مگر اس کتاب کا جواب نہ دے سکے۔

بلاشبہ اس کتاب سے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کے حفاظت کا ایک ذریعہ ثابت ہوئی ہے۔

آپ کی آخری تصنیف "خطابت نظامی" ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اپنے موضوع پر ایک بے نظیر کتاب ہے جو علماء و طلبہ نیز عوام کے لئے ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

۷۸۶
۹۲

تعارف

مصنف اپنی تصنیف کے آئینے میں

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی اپنی جماعت کے معتمد عالم کی حیثیت سے معروف شخصیت ہیں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما بمبئی کے پلیٹ فارم سے اور ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد کے صفحات پر دین و ملت کی جو خدمات انھوں نے انجام دیں وہی انھیں زندہ رکھنے کے لئے کافی تھیں لیکن ایک عرشی خیال مفکر، ایک عطارد رقم ادیب ایک زہرہ نگار مصنف اور ایک فلک وقار خطیب ہونے کی حیثیت سے انھوں نے جو مقام حاصل کیا، اسے ثریا کا عروج حاصل ہوا، کہکشاں کا حسن، ستاروں کی تابندگی، چاند کی چاندنی اور سورج کی تپش ملی —— اور یہیں سے ان کی عظمت شان اور جلالت قدر کا سراغ ملتا ہے۔

حضرت موصوف کی خطیبانہ حیثیت پر مجھے کچھ کہنا نہیں ہے کہ اس باب میں وہ اپنا ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتے ہیں گفتگو اس میں ہے کہ انکی ادبی کاوشیں فن کی کسوٹی پر کیسی اترتی ہیں اور یہ کہ تقدیس خیال اور طہارت فکر کے اعتبار سے انھیں کون سا مقام حاصل ہے۔ مانا کہ حضرت موصوف تمام عمر جہاد بالقلم کرتے رہے۔ یہ بھی تسلیم کہ ان کی تمام نگارشات مدبرانہ اسپرٹ پیدا کرتی ہیں۔ اس حقیقت کے باور کر لینے میں بھی مجھے تامل نہیں کہ انھوں نے اپنی خداداد ذہانت، طاقت لسانی اور قوت استدلال کے زبردست ملکہ کی بنا پر اپنے حریفوں کو ہر محاذ پر شکست دی ——

لیکن کوئی بتائے کہ انھوں نے فکر و نظر میں انقلاب برپا کرنے اور شعور وجدان کی تعمیر و تہذیب کے لئے کونسی خدمت انجام دی ۔۔۔ صحت مند اور صالح ادب کی تشکیل کے لئے کیسی زمین بنائی ؟ کیسا ذہن دیا ؟ ۔۔۔ حضرت موصوف کا قلمی جہاد ان مردان کار آزمودہ سے تھا ۔ جن کا قلم اپنی آوارگی کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے ۔ جن کی تحریریں انتشار و پراگندگی خیال کا چلتا پھرتا اشتہار ہوتی ہیں ۔ جو فکر و نظر میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے اور شعور و وجدان پر براہ راست چھاپہ مارتے ہیں ۔ جن کا کام عقائد و ایمان پر شبخون مارنا اور دنیائے دل کو غارت کرنا ہوتا ہے ، جو آیات قرآنیہ کی من مانی تفسیر اور غلط تاویلات کرکے اسلامی معتقدات پر تیشہ زنی کرتے ، اور احادیث کریمہ کی ان روایات کو مجروح اور ساقط الاعتبار بنانے کا جتن کرتے ہیں ۔ جن کی صداقت مسلم ہے ۔ اور اس سے ان کا مقصد دراصل ان معتقدات پر ڈاکہ ڈالنا ہوتا ہے ۔ جو بزرگوں سے مسلمانوں کو بطور ورثہ ملے ہیں ۔۔۔ مولانا نے اس فتنہ کے سد باب کے لئے خون کے آنسو ، لکھی جس کے شائع ہوتے ہی ایوان دیوبندیت میں بھونچال آگیا ۔ اس کی فلک بوس عمارت دیکھتے ہی دیکھتے زمین بوس ہوگئی ۔

خون کے آنسو | میں جو تکنک استعمال کی گئی وہی اس کی جان ہے ۔ موقعہ موقعہ سے راز ہائے درون خانہ کا انکشاف اس کتاب کو اور وقیع بناتا ہے ۔

دیوبندی مکتبہ فکر کی تہذیب و اخلاق سے عاری عبادت اپنی برہنگی اور عریانیت میں اپنا جواب نہیں رکھتی ۔ فاضل مصنف نے اس خوبصورتی کے ساتھ اس کی نقاب کشائی کہ اخلاق و سنجیدگی کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا اور تہذیب و شائستگی کی جامہ زیبی بھی قلم کو حاصل رہی ۔

دلیوبنادی رجحان فکر، اخلاقی دیوالیہ پن اور مذہب سے بیگانگی بلکہ محرومی کی ایک داستان مسلسل ہے۔ یہ ایک جامع اسکیم، ایک منظم منصوبہ ہے جس میں ذہنی تعیش، انتشار خیال اور آوارگی فکر کے لئے بہت بڑا میدان ملتا ہے اس آوارگی کو قید تحریر میں لاتے وقت قلم کا بہکنا ایک فطری امر تھا۔ لیکن فاضل مصنف اس احتیاط کے ساتھ اس جھاڑی سے دامن کشاں گذرے ہیں کہ ذرا خراش تک نہیں آئی۔ قلم پر گرفت اتنی مضبوط ہے کہ معلوم ہوتا ہے پہرے بٹھا دیئے ہیں۔ فن کا یہی وہ کمال ہے جو موصوف کا خاص طرۂ امتیاز ہے۔ بلاشبہ 'خون کے آنسو' حضرت موصوف کی ایک زندہ جاوید یادگار، شاہکار تصنیف ہے۔

ہند کے راجہ میں فاضل مصنف ایک نئے روپ میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اس کتاب کے لکھتے وقت ان کا رنگ و آہنگ سب کچھ بدل گیا ہے۔ قلم کا وہ طمطراق جو 'خون کے آنسو' میں شروع سے آخر تک قائم رہا، یہاں آکر بالکل نیازمندانہ ہو جاتا ہے۔ قلم کا وہ کروفر جو 'خون کے آنسو' کو کوہِ ہمالہ کا وقار بخشتا تھا، بارگاہِ خواجہ میں سرنگوں ہو گیا ہے۔ قلم کی وہ سج دھج جو کہ 'خون کے آنسو' کو کہکشاں کا جمال عطا کر رہی تھی اب یکسر گداز ہو جاتی ہے۔ اس کتاب میں جذبات کی فراوانی، خلوص کی شدت اور درد کی بے پناہ کسک ہے۔ اس میں آنسو گداز بھی پائیں گے، والہانہ پن بھی، اس میں از خود رفتگی بھی ہے اور از خود ربودگی بھی۔ کتاب کا ہر ورق جذبات، محبت سے لبریز، ہر سطر درد و شوق کی آئینہ دار، حروف حروف سے شراب محبت جھلکتی ہے۔ اس کا ہر صفحہ مستی و سرشاری

کا پیغام دیتا ہے۔ یہ کتاب بزرگوں سے عقیدت و محبت کا برملا اعتراف درد شوق کا بے پناہ اظہار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقیدت کے وہ گہر ہائے رشک جو مدت سے فاضل مصنف کے نہاں خانہ چشم میں روپوش تھے۔ موقعہ پاتے ہی نوک قلم سے ٹپک پڑے ہیں۔

جماعت اسلامی کا شیش محل

مودودی تحریک اپنی روشن خیالی اور جدت پسندی کی بنا پر نئی نسل کے مغرب زدہ ذہن کے لئے درخور اعتناء ہو تو ہو، دلدادگان مشرق اور دردمندان دین کے لئے کوئی کشش نہیں ہے۔ جو لوگ جماعت اسلامی کے لٹریچر کا تنقیدی مطالعہ کر چکے ہیں وہ اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ جماعت اسلامی نے تجدید دین بلند بانگ دعووں کے ساتھ جو مواد اور میٹیریل فراہم کیا ہے وہ معاشرے میں ذہنی انار کی پھیلانے کی ایک فریب کارانہ کوشش ہے۔ مولانا مودودی دینی صداقتوں کا انکار اور اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں پر زبان طعن دراز کر کے اردو ادب کو جو سرمایہ دے رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ دین و مروت کے خلاف ایک سازش ہے جو شخص بزرگان دین کے طریق ریاضت کو افیون کی گولی قرار دیتا ہو۔ جس کو نا نبین مصطفےٰ کی لمبی عبائیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں جس کی آنکھوں میں علمائے کرام شروع ڈاڑھیاں کانٹے بن کر چبھتی ہوں اس کی عبقریت کے آستانے پر اس کے حاشیہ نشیں بھلے ہی سجود و نیاز لٹائیں عام مسلمان اس کو کوئی اہمیت دینے

نے کے ہرگز تیار نہیں۔ جماعت اسلامی کے مطلق العنان امیر اپنے انتہا پسند نظریات، خطرناک عزائم اور اپنے غلط اور گمراہ کن طریقہ کار کی بناء پر دینی حلقوں میں ناپسندیدہ شخصیت نہیں ہیں ان کی ملت فروش منصوبہ بندی سے ہر زمانہ میں خطرہ محسوس کیا گیا اور ہر مکتبہ فکر کے علماء نے ان کی روش سے بیزاری ظاہر کی ہے۔

مودودی لٹریچر میں جو جراثیم بکھرے پڑے ہیں وہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے انتہائی خطرناک ہو سکتے تھے۔ جراثیم دواکش انجکشن کے ذریعہ اگر ان کا استیصال نہیں کیا جاتا تو دینی جسمانی ڈھانچے کا سارا نظام ہی فساد پر آمادہ ہو کر رہ جاتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ پھر معدہ ایسی دوا یا غذا کے ہضم کرنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھتا۔ جس سے صحت مند اور صالح خون کی تولید ہوتی ہے —— جماعت اسلامی کا شیش محل مودودی لٹریچر پر ایک مستقل ریسرچ ہے۔ جس میں لٹریچر میں موجود مواد اور میٹریل کو اپنی طرف سے کسی اضافہ و آمیزش کے بغیر نقل کر دیا گیا ہے پھر ایک مختصر نوٹ کے ذریعہ اس کی سمیت اور اس سے پیدا شدہ اثرات و نتائج اور امکانات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پھر خوردبین کی آنکھ سے ان حرام کیڑوں کو دکھایا گیا ہے۔ جو سارے لٹریچر میں رینگتے پھرتے ہیں۔

مودودی تحریک سماج اور معاشرے میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس لئے آپریشن ضروری تھا۔ خطیب مشرق کے ایک کہنہ مشق سرجن کی طرح فنی مہارت کے ساتھ مودودی تحریک پر عمل جراحی کی ہے بلاشبہ جماعت اسلامی کا شیش محل، اردو ادب میں ایک گرانقدر

اضافہ ہے یہ کتاب وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اس کتاب میں تنقید کے ساتھ بھی انصاف ہوا ہے۔ اور تحقیق کو بھی داد ملی ہے۔

دیندار کے بے نقاب چہرے

بمبئی عظمیٰ ہندوستان میں تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے جہاں ہر قسم کا تھوک بیوپار بھی سب زیادہ یہیں ہوتا ہے دیندار جماعت کا ہیڈ کوارٹر حیدرآباد ہے یہ جماعت دراصل قادیانیت ہی کا ڈوپلیکیٹ بلکہ ٹرو کاپی ہے اور قادیانیت ہی کی طرح اپنی نبوت کے لئے زمین ہموار کررہی ہے۔ اس جماعت کا موسس و بانی صدیق دیندار چن بشویشور ہے جو کبھی مسیح موعود بنتا ہے کبھی مثیل موسیٰ اور نبی آخرالزماں جب اڑان ذرا تیز ہو جاتی ہے تو بھگوان اور اوتار ہو جاتا ہے کچھ اور ترقی کرتا ہے تو خدا بن جاتا ہے۔ لیکن خدا بننے سے پہلے وہ مظہر ذات خدا بنتا ہے۔ پھر وہ خواب دیکھنے لگتا ہے کہ خود خدا اسی کی شکل میں زمین اتر آیا ہے

غور طلب بات یہ ہے کہ اور انبیاء کے لئے تو یہ صرف مظہر صفات خداوندی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اپنے لئے مظہر ذات الٰہ ہونے کا مدعی ہے اور دونوں میں جو فرق ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔ اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والی بات یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ کسی نبی یا رسول کو زمین کے کسی حصہ پر بقید حیات نہیں ہوئی۔ کائنات کی سب سے محترم اور عظیم و جلیل شخصیت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو ماتھے کی آنکھوں سے بقید حیات دیکھا بھی تو زمین پر نہیں فراز عرش پر ـــــ لیکن یہ اشرف صرف چن بشویشور کو حاصل ہوا کہ خود

خدا اس کی ملاقات کے لئے اسی کی شکل میں زمین پر اتر آیا تھا ۔ معاذ اللہ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو ۔

صدیق بن لشو لیشو ر نے اپنے دین کی اشاعت اپنی خانہ ساز رسالت کی تشہیر اور لوگوں سے زبردستی اپنی برتری تسلیم کرانے کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے اس کی کہانی نہایت پر اسرار مگر بڑی ہی درد انگیز ہے ۔ حضرت خطیب مشرق نے دیندار کے بے نقاب چہرے ' میں اس جماعت کی چند کتابوں کا تنقیدی جائزہ پیش کر کے اس چہرے پر پڑی پڑی ہوئی نقاب الٹ دی ہے ۔ اور اس کو ننگے جو راہے پر ننگا کر دیا ہے ۔ دیندار کے بے نقاب چہرے کے مطالعہ سے دیندار جماعت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔ اور اس حقیقت کا بھی علم ہوتا ہے کہ اس جماعت نے اسلامی معتقدات میں اپنے تخیلات اور مشرکانہ افکار و تصورات کو داخل کرنے کے لئے آیات قرآنی کی تعبیر اور تشریح اور ان کا مصداق و مفہوم متعین کرنے میں کیسی کیسی قلابازی دکھائی ہے ۔ اس غارت گر دین و ایمان ٹولی نے دین و ایمان پر کس کس طرح ڈاکے ڈالے ہیں ۔ اور اس کے لئے کون کون سا ہتھکنڈا استعمال کیا ہے ۔ تبلیغ کے نام پر کیسا کیسا فراڈ کیا ہے اور دینداری کے پردے میں کس کس طرح بیدینی کا بیوپار کیا ہے سادہ لوح مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے کیسا کیسا دام ہمرنگ زمین بچھایا ۔ یہ سب باتیں ' دیندار کے بے نقاب چہرے ' میں بے نقاب ہوئی ہیں ۔ حضرت خطیب نے جس دینی خلوص اور ایمانی جذبہ کے تحت اس کتاب کو ترتیب دیا ہے اس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں ۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں اس خدمت کا بہترین صلہ دے ۔ آمین

نسیم رحمت اور فردوس ادب

ادب کی وادی میں اشہب قلم کی تگ و تاز دیکھنے کا اس وقت اچھا موقعہ میسر آتا ہے۔ جب آدمی ریس کے میدان میں پہنچ جائے جہاں کچھ منتخب گھوڑے ایک دوسرے کے مقابلے میں دوڑتے ہیں بدنصیبی سے مجھے ایسا کوئی موقع کبھی نہیں ملا۔ لیکن اپنے تجربے وشعور کی بناء پہ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ قلم کے میدان میں ابوالکلام اور راشدالخیری بننا ناممکن نہیں ہے۔ لیکن مولوی اسماعیل اور محمد حسین آزاد بننے کے لئے جگر چاہئے بچوں کے لئے نصاب وہی ترتیب دے سکتا ہے جو بچوں کے نفسیات سے واقف ہونے کے ساتھ زبان و بیان پر بھی قدرت رکھتا ہو۔

حضرت خطیب مشرقی قلم پر بے محابا قدرت رکھنے کے سبب متنوع اور رنگا رنگ طرز تحریر کا سلیقہ بھی رکھتے ہیں۔ اس لئے ان ہی کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ بچوں کے لئے نصاب بھی ترتیب دیں۔

'نسیم رحمت اور فردوس ادب' اپنے تمام حصوں کے ساتھ نصاب کی وہ کتابیں ہیں جو انھوں نے ابتدائی درجات کے لئے ترتیب دی ہیں کتابیں ملک کے اکثر مکاتب میں داخل نصاب ہیں اور اس وجہ سے مقبول ہیں کہ ان سے بچوں کی ذہنی نشو و نما اور اخلاقی تربیت میں بڑی مدد ملتی ہے۔

مجرم کون ہے؟

میں فاضل مصنف نے ایک لالچی جج کا کردار ادا کیا ہے چند فردی مسائل میں آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی جو لفظی بازی گری سے شروع ہو کر

مذہبی مناقشات تک پہنچ گئی تھی اس پر ایک فرض شناس منصف کی طرح نقد و جرح کی گئی ہے اور دقت کے الجھے ہوئے مسائل نہایت خوبی سے سلجھائے گئے ہیں جمال معنی کی برہم زلفیں اپنی آرائش کے لئے خطیب مشرق کے قلم اور ان کے فن کی مشاطگی کو آج بھی دعائیں دیتی ہے

انکشافات

اس میں بہت سے ایسے حقائق وا شگاف ہوئے ہیں جو ابتک سربمہر راز تھے۔ بہت سے اسرار نہاں طشت از بام کئے گئے اور بہت سے راز ہائے درون خانہ کا انکشاف کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اس حقیقت کو آشکارا کرتی ہے کہ اس کے مصنف کو جاسوسی اور سراغ رسانی کے فن میں بھی مہارت حاصل ہے

اس کتاب میں مقتدائے اہلسنت اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تعلق سے بریلوی مکتبہ فکر کے سر ترجمان، داعی اور نقیب پر جو الزامات لگائے گئے تھے انکا تحقیقی اور الزامی بیکن مدلل اور مسکت جواب دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں بھی فن کا پورا پورا مظاہرہ ہوا ہے۔ بلاشبہ اس کتاب میں خطیب مشرق کی تنقیدی صلاحیتیں، نقطہ عروج کو چھو رہی ہے۔

قہر آسمانی

زیر نظر کتاب، کتابت کے مرحلہ سے گذر کر اس وقت پریس جانے کی منزل میں ہے۔ اس کی کاپیاں میز پہ پڑی ہوئی تھیں اور

محب مکرم مولانا انوار احمد نظامی بڑے انہماک کے ساتھ اس کا پروف پڑھ رہے تھے۔ میں نے انکی نگاہ بچا کر کہیں کہیں سے کچھ اوراق پڑھ لئے پھر جی چاہا اپنے تاثرات بھی قلمبند کر دوں۔ یہ چند سطریں اسی موقعہ پر حوالہ قلم ہوئیں۔

"قہر آسمانی" دراصل پالن حقانی کی ان ہفوات کا بھرپور جواب ہے۔ جو شریعت یا جہالت کے نام سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے ــــ اپنے کلکتہ کے سفر میں کئی کتابچے میں نے ایسے بھی دیکھے جو مختلف دینی حلقوں سے یا مختلف ذمہ داروں کی طرف سے شریعت یا جہالت کے رد میں شائع ہوئے تھے۔ مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ پالن نے اپنی کتاب میں اگر سو جگہ بزرگوں کے معمولات ومشاغل کا مذاق اڑایا پچاس جگہ روایات وحقایق کی غلط تعبیریں کیں اور پچیس جگہ واقعات کو مسخ کر کے پیش کئے تو اگر اس کی تمام مجرمانہ کوششوں کا جواب دینے کی دین کے ذمہ داروں کو فرصت نہیں تھی تو اس کی ایک یا دو غلطیوں پر بھی انگشت نمائی کی آخر کیا ضرورت تھی ــــ کیا اس طرح عوام کو یہ ذہن نہیں دیا گیا کہ حقانی کے اور اعتراضات تو اپنی جگہ خیر ٹھیک ہیں۔ صرف فلاں مقام پر وہ زرا زیادتی کر گیا ہے جس کا وہ جواب دے رہے ہیں۔

حقانی کی شریعت یا جہالت کے جواب میں شائع ہونے والے کتابچے میں دوسری خامی یہ ہے کہ حقانی نے سنی حلقوں پر جو اعتراضات قائم کئے اس کی تائید میں وہ ایسی کتابوں کے حوالے دیتا ہے جو سنی حلقوں میں بھی مستند اور قابل اعتبار رہیں اور اسی بنا پر کتابیں سنی مدارس میں بھی داخل نصاب ہیں۔

جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ معترض نے جن بنیادوں پہ اعتراضات کا ہوائی محل کھڑا کیا ہے پہلے ان بنیادوں پہ ضرب لگائی جائے جب سہارے ٹوٹ جائیں گے عمارت خود بخود منہدم ہو جائے گی پالن کی ہفوات کا جواب دیتے وقت چاہیئے یہ تھا کہ حوالہ جات کو چیلنج کیا جاتا۔ جن روایات کا اس نے سہارا لیا ہے، ان کا ضعف اور سقم ثابت کر کے ان راویوں کو ساقط الاعتبار قرار دینے کی کوشش کی جاتی۔ ان روایات کی روشنی میں الٹے جو مسائل اخذ کئے گئے ہیں۔ ان پہ نقد و جرح ہوتی جن کتابوں کو اخذ قرار دے کر اس نے حوالہ جات نقل کئے ہیں اگر وہ کتابیں مستند ہے تو یہ ضروری نہیں کہ ان کے حواشی نگار، ترجمین یا شارحین سبھی قابل اعتبار ہوں — جواب دینے والے کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ اس بات کا جائزہ لے کر حوالہ جات معترض نے نقل کئے ہیں۔ وہ کتاب کا متن ہیں یا حاشیہ — اگر وہ ترجمہ ہیں تو وہ کسی عبارت کا بعینہ ترجمہ ہیں یا مترجم کی طرف سے اضافہ جو کبھی کبھی قوسین میں رقم ہوتے ہیں یا شائین کسی عبارت کی لغوی تشریح کرنے کے بعد اپنی رائے بھی 'ف' وغیرہ کے ضمن میں لکھ دیتے ہیں ایسی صورت میں مترجم شارح یا حاشیہ نگار کی زندگی اور کردار دونوں ہی سامنے لانا چاہیئے۔ اس کے دینی موقف و رجحان کی وضاحت کرنی چاہیئے تھی — لیکن پالن کے جواب میں لکھی جانے والی ساری کتابیں (جواب تک میری نگاہ سے گذر چکی ہیں) ان خصوصیات سے خالی ہیں۔ ان کتابوں میں زیادہ سے زیادہ یہی کیا گیا ہے کہ پالن نے اپنی کتاب میں "یارسول اللہ" کہنا اگر شرک لکھا تھا تو مجیب نے اس کے جواب میں ایسی بہت ساری حدیثیں نقل کر دی ہے جن سے یارسول اللہ کہنے کا جواز ثابت

ہوتا ہے ـــــ اور بس اس جواب کو پڑھنے کے بعد قاریوں کو یک گو نہ تشفی ضرور ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک کانٹا بن کر ان کے ذہن کے کسی نہ کسی گوشہ میں خلش پیدا کرتا رہتا ہے کہ ' یا رسول اللہ" کا جواز' کا جواز ثابت کرنیوالی تمام حدیثیں ہدایہ کنز الدقائق اور درمختار کے مصنفین کو نہیں معلوم تھیں؟ اگر معلوم تھیں تو ان سے صرف نظر کر کے آخر کن بنیادوں پر انھوں نے "یا رسول اللہ" کہنا شرک قرار دیا؟ کیا وہ بھی دیوبندی تھے؟

پالن کے جواب میں لکھی جانے والی اکثر کتابوں میں اسے عقل سے پیدل علم و ادب سے کورا' وحشی گنوار اور جاہل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کی شریعت یا جہالت کو جہالت کا پلندہ بنایا گیا ہے۔ پالن کا جاہل ہونا مجھے بھی تسلیم وہ اپنی کم مائگی علم اور نارسائی فہم کا خود بھی معترف ہے۔ لیکن بنام شریعت یا جہالت جو کتاب اس نے تصنیف کی یا کسی اور نے تصنیف کر کے اس کی طرف منسوب کر دی ہے اسے جہالت کا پلندہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس میں مواد اور میٹریلس ایسی ایسی کتابوں سے اڑائے گئے ہیں۔ جہاں تک ہر کسی کی رسائی نہیں ہوتی ـــــ بلکہ یہ کہیئے کہ پالن نے ایسے ایسے گھروں میں ڈاکے ڈالے ہیں ایسی ایسی شاہراہوں پر رہزنی کی ہے جہاں سنگین پہرے بٹھائے ہوئے ہیں۔ لیکن اس صفائی کے ساتھ اس نے ہاتھ مارا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔ یہ کام ایک مشاق کھلاڑی اور ایک ماہر فن استاد ہی کر سکتا ہے۔

" قہر آسانی " اس حیثیت سے اپنے وقت کی عظیم ترین اور لاجواب پیش کش ہے کہ اس میں تنقیدی کے تمام اصول برت کر دکھائے گئے اور کسی زاد یئے سے بھی اس میں کوئی سقم نہیں ہے ـــــ یہ کتاب

تنقید کے سارے مطالبات اور تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہوئی پالن حقانی پر علمی بد دیانتی اور خیانت کا فرد جرم عاید کرتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد پالن کی حیثیت عوام کی عدالت میں ایک مجرم کی ٹھہرتی ہے اور یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ سرقہ اور نقب زنی کے فن میں طاق ہونے کے باوجود ابھی وہ فن سے نابلد ہے ـــــ تنقید ایک ایسا فن ہے جس کا بے ربط تسلسل یا اس کی مسلسل بے ترتیبی اس فن کو غیر دلچسپ بناتی ہے۔ تنقید کو میدان اگرچہ وسیع ملتا ہے لیکن اس کی ناہمواریاں آدمی کو تھکا دیتی ہیں۔ تنقید میں مضامین نہایت سلیقہ سے بیان ہوتے ہیں مضمون کی گرانباری ذہن کو بوجھل کر دیتی ہے اس لئے فاضل مصنف نے اس کتاب میں اس کا التزام کیا ہے کہ موقعہ موقعہ سے مفید اور معلوماتی مکالمے دل نشین انداز میں تحریر ہوں تاکہ کتاب کی دلچسپی برقرار رہے ـــــ غرض اس کتاب میں خارا شگافی ہی نہیں کی گئی ہے شیشہ بازی بھی ہے اس میں دوپہر کی چلچلاتی ہوئی دھوپ ہی نہیں ہے رات کے خنک سائے بھی ہے اس کتاب کا کوئی صفحہ اگر محاذ جنگ بن گیا ہے تو کہیں کہیں فن کی لطافت خلد فروش منظر بھی پیش کرتی ہے قلم کا تیور کہیں کہیں لاوا اگلنے لگا ہے تو کہیں کہیں اس نے گلکاریاں بھی کی ہے کہیں کہیں واقعات کو تمثیل دکھائی کا روپ دیا گیا ہے تو کہیں کہیں کسی بات کو کہنے کے لئے استعارے سے اس کی زبان مستعار لی گئی ہے کوئی بات اگر رمز دکنائے میں کہدی ہے تو کہیں کہیں کھل کر سامنے آئے ہیں اور جو کچھ کہا ہے دو ٹوک اور بے لاگ کہا ہے ـــــ اور جو لوگ خطیب مشرق کو پڑھ چکے ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ خطیب مشرق کبھی چور دروازے سے حملہ اور نہیں

ہوتے اور وہ نہ دور سے خشک باری کرنے کے عادی ہیں ان کی جنگ ہمیشہ دست بدست اور آمنے سامنے کی ہوتی ہے۔ حقانی اور حضرت نظامی کی اس دست بدست لڑائی میں کون بازی ہارا کون جیتا اس کا فیصلہ کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو کرنا ہے۔ میں تو حضرت موصوف کے صرف انکے فن کی داد دیتا ہوں جس کی جادوگری نے نہ جانے کتنوں کو مسحور کر رکھا ہے۔

ع ۔ اے تو نسرعہ، وبی بچہ نامت خوانم؟

حضرت خطیب مشرق کو ان کے تصنیفات کے آئینے میں دیکھنے کے بعد ذہن میں انکا جو نقشہ جمتا ہے۔ تصور میں انکی جو تصویر ابھرتی ہے میری اپنی نگاہ میں یہ ہے۔

حضرت موصوف ایک بالغ نظر اور بلند نگاہ مفکر ہیں۔ ایک متحرک اور فعال شخصیت ہیں۔ گو تیز اور بلند گام ہیں تھکنا جانتے ہی نہیں منزل پر پہنچ کر کبھی آسودہ منزل نہیں ہوتے۔ فیض شناس اور مزاج آشنا ہیں۔ ہواؤں کے رخ کو بھی پہچانتے ہیں۔ اور وقت کے تیور کو بھی سمجھتے ہیں۔ بے غبار دل رکھتے ہیں، بے میل طبیعت پائی ہے، فطرت صلح پسند واقع ہوئی ہے۔ لیکن جب انکے سامنے دینی صداقتوں کو جھٹلایا جاتا ہے تو بے نیام ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ ان سے اسی قلبی تعلق اور جذباتی وابستگی کی بنا پر ان کے مسلک کی اشاعت اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں دینی خدمت کا جذبہ اتنا شدید ہے کہ تمام اقدار حیات کو مسلمان بنا دینا چاہتے ہیں۔ لیکن اسلام ان کے نزدیک ہی معتبر ہے جو بریلوی نقطہ نگاہ رکھتا ہے اور جو صرف بریلوی مکتبہ فکر ہی کی آغوش میں پلتا ہے۔

چنانچہ افعال و اعمال کے لئے بھی وہی پیمانے انکے نزدیک معتبر ہیں ۔ جن پر بریلویت کی چھاپ ہو۔ فکر و نگاہ کے لئے بھی وہی زاد یئے قابل موثوق ہیں ۔ جن پر بریلی کی عینک چڑھی ہو ۔غرض ان کے نزدیک وہی سکہ رائج الوقت ہے جو بریلی اور صرف بریلی ٹکسال میں ڈھلتا ہے اس باب میں اتنے سخت ہیں کہ بات بات پر محاسبہ کرتے ہیں ۔ حتیٰ کہ جذبات واحساسات پر بھی محاسب مقرر کرتے ہیں اور فکر و نگاہ پر بھی پہرے بٹھاتے ہیں ان کے نزدیک عقیدے کے صحت اور ایمان کی سلامتی بڑا اہمام ہے چنانچہ وہ اپنی تحریروں میں سارا زور قلم عقیدہ و ایمان ہی کی اصلاح کے لئے صرف کرتے ہیں۔ مولائے قدیر دین و ملت کی بیش از بیش خدمت کے لئے تا دیر انھیں زندہ رکھے ۔

ع۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ضیا جالوی ۲؍۱۲؍۷۵ء

کتابوں کے دو عظیم مرکز

مکتبہ غریب نواز اٹالہ الہ آباد۔

مکتبہ نور

نور اللہ روڈ۔ الہ آباد

دَارُ العُلُوم غَرِیب نَوَاز

•••●•••

۱۹۶۵ء میں دار العلوم غریب نواز کا قیام فرمایا اور اپنی مسلسل جد و جہد سے چند ہی سالوں میں اس کو عروج و ارتقاء کے اس منزل پر پہنچایا جس کے حصول کے لئے سینکڑوں سال کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔

ملک میں دار العلوم غریب نواز نے جو شہرت و خصوصی امتیاز حاصل کیا ہے یہ اس کا اپنا حصہ ہے۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم کے علاوہ درس عالیہ کے جملہ امتحانات منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل، دینیات، فاضل ادب، فاضل معقولات فاضل طب کا بہترین نظم ہے۔

منقولات و معقولات کے ماہر اساتذہ کا ایک جم غفیر شب و روز درس قرآن و حدیث میں مصروف ہے۔ اور اس وقت ڈھائی سو سے زائد طلبہ تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں۔

شعبہائے دار العلوم

شعبہ پرائمری سے لے کر شعبۂ [illegible] تک مندرجہ ذیل شعبوں میں بٹا ہوا ہے۔ دار الحفظ، دار القرأة، دار النحو، دار الصرف، دار الحدیث، دار التفسیر،

دارالفتاء، التخصص فی العلوم العقلیۃ، التخصص فی العلوم الشرعیہ، التخصص فی الادب العصری، التخصص فی الفقہ الاسلامی، شعبۂ خطابت و مناظرہ، شعبۂ امامت، ہندی، انگریزی۔

رضا لائبریری

عمارت کے تیسرے حصے پر رضا لائبریری کا شاندار ہال تیار ہے الماریوں اور کتابوں کی فراہمی جاری ہے۔

کتب خانہ

میزان سے بخاری شریف تک طلبہ کو کتابیں دار العلوم خود فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح دیگر علوم و فنون پر بھی ایک ذخیرہ کتابوں کا موجود ہے۔

انجمن گلشن اجمیر

دار العلوم غریب نواز کی تقریری انجمن گلشن اجمیر کی شہرت و ناموری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

عام درسگاہوں میں ذہین اور سنجیدہ طلبہ کا یہ ذہن بنتا جا رہا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ اگر بہترین خطیب و مناظر بننا ہے تو دار العلوم غریب نواز میں داخلہ لیا جائے جس کی بنیادی وجہ دار العلوم کے کامیاب طلبہ ہیں۔

سلیمان لائبریری

طلبہ کا اپنا کتب خانہ جس میں تقریر و تحریر اور مناظرے نیز مختلف فنون پر

کتابیں دستیاب ہیں جس سے وہ تقریری انجمن میں باقاعدہ تیاری سے حصہ لیتے ہیں۔ اس کی تعمیر سرزمین الہ آباد ہی کے ایک صاحب ثروت مگر علم دوست نے بذات خود ایک ذخیر رقم خرچ کرکے وہ تمام ضروریات کی چیزوں کی ذمہ داری لے کر اراکین دارالعلوم غریب نواز پر عظیم احسان فرمایا ہے جس کے لئے طلبہ ودارالعلوم اس کے شکر گذار ہیں۔

مطبخ

ڈھائی سو سے زائد طلبہ کے خورد و نوش کا مکمل نظم ہے۔

شعبۂ تحقیقات

دارالعلوم غریب نواز میں تخصیص کا شعبہ بھی ہے جس میں فارغ التحصیل طلبہ کا امتحان لے کر اور کڑی جانچ کے بعد انھیں ان کی صلاحیتوں کے مطابق مخصوص فنون میں ریسرچ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اور انھیں وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔

دارالعلوم کا نصاب تعلیم

دارالعلوم غریب نواز کا خود اپنا نصاب تعلیم ہے جسے سینکڑوں علماء ومشائخ اور تجربہ کار اساتذہ نے پانچ سال تک مکمل تحقیق وتنقید کے بعد مرتب فرمایا ہے اسی کے مطابق دارالعلوم میں تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ نصاب تعلیم چھپا ہوا ہے۔

●

دار العلوم ملک کے دانشور مفکرین علماؤ مشائخ کی نظر میں

حافظ ملت علیہ الرحمتہ :۔ حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی کی دعوت پر ۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ کو دار العلوم غریب نواز کے معائنہ کے لئے حاضر ہوا۔ دار العلوم کا معائنہ کیا جو لب سڑک واقع ہے۔ تعلیم ابجد سے بخاری شریف تک ہے۔ اردو، ہندی، پرائمری درجات مناظرہ، حفظ قرآن، فارسی، عربی، درس نظامی کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔

مختلف درجات کے مختلف کتابوں کا امتحان لیا۔ طلبہ لائق تحسین و اطمینان بخش ثابت ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت سلطان الہند علیہ الرحمتہ والرضوان کے فیضان کرم سے پروان چڑھائے اور بام عروج پر پہنچائے۔

آمین

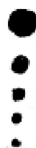
نقل معائنہ ۱۹۷۱ء

شمس العلماء و مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمۃ

آج بتاریخ ۲۰/۸ جمادی الاول ۱۳۹۸ھ میں دار العلوم کے زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ شہرت تو بہت دنوں سے سن رہا تھا اور اس کی افادیت و افضیت کا معترف بھی لیکن ”شنیدہ کے بود مانند دیدہ“ دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی دل شاد ہوا اور عزیز گرامی خطیب الخطباء مولانا مشتاق احمد نظامی سلمہٗ کی اس عظیم دینی و بنیادی شاہکار خدمت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکا۔ سخت ناانصافی ہوگی اگر میں اپنی اور قوم کی طرف سے ان کا شکریہ ادا نہ کردوں۔

عمارت بھی بہت کشادہ و مرغوب، سلسلہ تعلیم و تدریس کی ایک معتد بہ مقدار اور طلبہ کا جم غفیر بہت مسرت افزا ہے۔

نقل معائنہ ۱۳۹۸ھ



فاتح جمشید پور علامہ ارشد القادری مدظلہ

مبارکپور حضور حافظ ملت علیہ الرحمتہ کے عرس چہلم میں جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے الہ آباد اترا حسن اتفاق کہئے کہ جوئبار کی طرح رواں دواں رہنے والے حضرت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی اپنے دولت کدے پر مجھے مل گئے جو ایک سفر سے واپس آئے تھے اور دوسرے سفر کے لئے پر تول رہے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک تہائی صدی سے مولانا اپنے مسلسل اور سعی تبلیغی اسفار کے ذریعہ ہند کے طول و عرض میں دین و سنیت کی جو عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں اس کے تابندہ نقوش اور جھکتے ہوئے آثار دینی اداروں مذہبی تنظیموں اور جیتی جاگتی مسلم آبادیوں کی صورت میں جگہ جگہ دیکھے جا سکتے ہیں لیکن الہ آباد کی سرزمین پر ان کے عشق و اخلاص اور محبت و ایثار کا وہ نقش دیکھنے کی ایک عرصہ سے مجھے خواہش تھی جسے ملک کے طول و عرض میں لوگ دارالعلوم غریب نواز کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں۔

الحمدللہ کہ مولانا کی معیت میں آج مجھے اپنی آرزو کے شوق کی تکمیل کا موقع ملا۔ اور دارالعلوم کی خوبصورت عمارت میں پہنچ کر مجھے ایک عظیم روحانی مسرت ہوئی سلسلۃ شعار اور اپنی تہذیب سے آراستہ طلبہ کو دیکھ کر اساتذہ کی پرسوز تعلیم و تربیت کا جو نمونہ میں نے دیکھا اس کی خوشی اب تک محسوس کر رہا ہوں۔ دارالعلوم کا کتب خانہ، دفتر، بیت المال، دارالمطالعہ، طلبہ کی رہائش گاہ اور مختلف درجات کا میں نے گہری نظر سے جائزہ لیا۔ اور قدم قدم پر میں نے نظم و نسق کی خوبیوں اور انتظامی امور . . . کا پیکر محسوس میں نے دیکھا۔

غلط پروپیگنڈے

بعض حاسدین کینہ پرور جنہیں دارالعلوم سے ازلی عداوت ہے۔ وہ اپنے غلط پروپیگنڈے اور شر پسندیوں سے باز نہیں آتے تھے۔ لیکن اس چند برس کے وقفہ میں انصاف پسند دانشوروں نے افواہ پھیلانے والوں کا اصل چہرہ دیکھ لیا اور ان کے اس بیہودہ اور لغو مقصد کو بھی سمجھ لیا جو اس پروپیگنڈے کے پس منظر میں ہے پھر بھی وہ اپنے ڈھٹائی سے باز نہیں آتے اور بے حیائی سے کچھ نہ کچھ بکتے ہی رہتے ہیں انشاءاللہ یہ ان کی یہ غلط پالیسی خود ان کے حق میں سم قاتل اور زہر ہلاہل ثابت ہوگی لیکن دارالعلوم پر آنچ نہ آئے گی۔

ہماری گذارش

اگر آپ کے سامنے دارالعلوم کے بارے میں کوئی غلط پروپیگنڈے کرے تو آپ براہ راست تشریف لاکر یا دفتر کو مطلع فرما کر ہی اپنی غلط فہمی کا ازالہ کر لیں۔

دارالعلوم کی خدمات

اب تک دارالعلوم کے فارغین کی تعداد ۱۵۰۰ سو سے زائد ہے جو یوپی، راجستھان، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، گجرات، اڑیسہ، میسور اور شہر بمبئی وغیرہ میں درسگاہوں اور مساجد میں حسب قدرت دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اور دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ شہر و بیرون شہر کے تبلیغی جلسوں میں شرکت کر کے فریضۂ تبلیغ ادا کرتے ہیں۔

دارالعلوم نے اب تک حفاظ، قراء، خطباء، مفتیان دین، معیاری مدرسین، اور صوفیاء وائمہ مساجد کی ایک کثیر تعداد تیار کرکے قوم کی کبھی خدمات کے لئے مامور کیا۔

•

آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت نے جب ہندوستان میں اپنے مشن کے ذریعہ عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لئے نئے نئے حربے استعمال کرنا شروع کئے اور کلمہ اور روزہ نماز کا سہارا لے کر اپنا مکروہ وگندہ عقیدہ پھیلانا شروع کیا اور بھولے بھالے سنی مسلمان ان کے ظاہری لباس کو دیکھ کر دھوکہ کھانے لگے تو علامہ نظامی کا دل تڑپ اٹھا۔ اور بولے کہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے کے مطابق انھوں نے عوام کو ان کے دام فریب سے بچانے کے لئے ایک ہندوستان گیر تحریک آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کے قیام کا اعلان فرما دیا۔ اور اس کو اپنے توجہات کا مرکز بنا کر فوراً ہی اس کا دستور اساسی مرتب کیا اور اس کے اغراض ومقاصد پر کئی پوسٹر شائع فرما کر پورے ملک میں تقسیم کرایا۔

اس جماعت کے قیام کے بعد سے علامہ نظامی کو اس تحریک کے تیز کرنے کا کتنا شغف تھا اس کا اندازہ راز الہ آبادی کے اس لئے گئے انٹرویو کے ذریعہ آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا جس کو تاجدار کے سید اعظم نمبر میں بھی شائع کیا گیا تھا۔ یہ انٹرویو شاعر اسلام حضرت راز الہ آبادی نے علامہ نظامی کے بمبئی سے واپسی کے بعد لیا تھا۔ تاجدار کا شہید اعظم نمبر ۱۳۹۴ھ۔

انٹرویو

س :- خلاف معمول آپ نے بمبئی کو کافی وقت دیا اس کی کیا وجہ ہے ؟

ج :- اپنے بھائی عبد الغفور انگائی سیٹھ کی دعوت پر صرف ایک پروگرام کے لئے ۲۵ ر رمضان المبارک کو اس ارادے سے بمبئی گیا تھا کہ ۲۹ ر رمضان المبارک کو واپس آجاؤں گا مگر آزاد نگر دھاراوی کے احباب نے ۳ ر ۴ ر ۵ ر شوال کو جلسے کا پروگرام رکھ لیا۔

س :- اس کے بعد بھی آپ ۷ ر شوال المکرم کو الہ آباد پہنچ سکتے تھے ؟

ج :- چاہیئے تو یہی تھا مگر اس کے دو ہی روز کے بعد بھیمڑی کا مناظرہ تھا اس لئے رک گیا۔

س :- کیا مناظرہ کمیٹی نے آپ کو مدعو کیا تھا ؟

ج :- کوئی دعوت نامہ تو نہیں آیا تھا مگر یہ جلسہ نہیں تھا، مناظرہ تھا۔ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ ناموس کا جہاں سوال ہو وہاں دعوت کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

س :- گویا آپ بن بلائے مہمان تھے ۔ ۔ ۔ ۔ قہقہہ

ج :- ایسا بھی نہیں ہے۔ روانگی سے قبل مخدوم زادہ مولانا سید غلام جیلانی میاں کا دستی دعوت نامہ مل گیا تھا۔ ویسے رفقائے سفر کے ساتھ میں اپنے مستقل قیام گاہ رئیس ملت شیخ طریقت الحاج مرشد عبد الغفور صاحب اشرفی کے یہاں مقیم تھا جو انتہائی خلیق مہمان نواز اور علم دوست بزرگ ہیں۔

س :۔ اچھا بھیونڈی کے مناظرہ میں کیا ہوا ؟

ج :۔ کیا ابھی تک آپ کو اہل سنت کی فتح مبین پر شبہ ہے ۔

س :۔ نہیں، نہیں، اس حد تک یقین ہے جتنا آفتاب کے طلوع ہونے پر مگر میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں ۔

ج :۔ ابھی تو آپ حضور مجاہد ملت کی شان میں ایک پرانا شعر سن لیں انشاء اللہ اس کی تفصیل دار العلوم غریب نواز کے سالانہ جلسہ میں پیش کی جائے گی ۔ خطیب اہل سنت مولانا منصور علی خاں صاحب کو مدعو کروں گا تاکہ وہ آنکھوں دیکھا حال بتا سکیں ۔

:۔ اللہ رے کس شیر سے ہے پڑ گیا پالا ؟

:۔ ہندو کی دیوالی ہے وہابی کا دیوالہ ۔

س :۔ اب آپ کا پروگرام کیا ہے ؟

ج :۔ بیشتر کاموں کو سمیٹ کر محافل محرم کے لئے پھر سے بمبئی جانا ہے ۔

س :۔ اپنی زندگی اور صحت کی خاطر اب تقریریں کم کر لیجئے ؟

ج :۔ راز صاحب . . . . کم نہیں پروگرام ۔ بالکل ہی چھوڑ دینے کا ارادہ ہے ۔

س :۔ آپ تو ناراض ہو گئے ؟

ج :۔ یہ ناراضگی نہیں اظہار واقعہ ہے ۔

س :۔ آخر ش ایسا کیوں ؟

ج - اب سنی تبلیغی جماعت میرا اوڑھنا بچھونا رہے گا ۔ اب تک لوگوں کی دعوت پر جاتا تھا اور اب بن بلائے گلی گلی کی خاک چھاننی

ہے۔ سنی تبلیغی جماعت اور رضا لائبریری میری زندگی کی آخری مسن

ہیں۔

س :۔ اس سے قوم و ملت کا بڑا نقصان ہوگا؟

ج :۔ راز صاحب اگر سنی عوام نے میرا ساتھ دیا تو نقصان نہیں بڑا فائدہ ہوگا۔ جلسوں کو سنبھالنے والے تو بہت سے ہیں مگر تبلیغی جماعت، جیسی زہریلی جماعت کا تریاق ابھی تک نہیں پیش کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سنی تبلیغی جماعت اس کا صحیح کاٹ ثابت ہوگی اور اس وقت اپنے عوام کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

س :۔ آپ کے باقی اداروں کا کیا حشر ہوگا؟

ج :۔ میں ان کی نگرانی کروں گا مگر مرکز توجہ سنی تبلیغی جماعت ہی ہوگی

س :۔ سلسلہ تصنیف و تالیف کا کیا انجام ہوگا؟

ج :۔ جو کتابیں زیر تصنیف ہیں ان میں سے اکثر ختم کے قریب ہیں۔ ان کے بعد حسب توفیق السعی جو کچھ بھی لکھوں گا درس نظامی پر یا سیر و تاریخ اور تصوف پر۔ میرے ارد گرد وہابیوں کی کتابیں منتشر ہیں انہیں دیکھتے دیکھتے جی اوب گیا ہے اور دل میں نفرت سی پیدا ہو گئی ہے۔ پڑھانے کے دور میں کافیہ کی شرح میں نے فارسی میں لکھنا شروع کیا تھا جو مرفوعات تک پہنچ گئی تھی۔ اور مبادیات منطق جس کی حیثیت تشریف الاشیاء جیسی ہے وہ قریب الختم تھی۔ اگر موقع ملا تو کام کا انہیں سے نقطہ آغاز ہوگا۔

س :۔ سنی تبلیغی جماعت کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہوگا؟

ج :- چونکہ میری سہولتیں الہ آباد سے متعلق ہیں اس لئے ابھی تو یہیں ہی اس کا صدر مقام ہو گا۔

س :- سنی تبلیغی جماعت کے دورہ میں سفر خرچ اور نذرانہ کی صورت کیا ہوگی

ج :- یہ دورہ ملک گیر پیمانہ پر محض تبلیغی ہوگا حسب ضرورت ہم مختلف صوبوں کی مختلف مقامات کا دورہ کریں گے اس میں سفر خرچ اور نذرانے کا کوئی سوال نہ ہو گا۔

س :- اگر لوگوں نے سفر خرچ اور نذرانے کا انتظام کر دیا تو ؟

ج :- ایسی صورت میں وہ رقم جماعت کے فنڈ میں جمع کر دی جائے گی تاکہ دوسرے مبلغین کو اس رقم سے بھیجا جا سکے ۔

س :- اور لوگوں نے کچھ نہ دیا ؟

ج :- تو ان میں سے کوئی مطالبہ نہ ہوگا اگر ہم خود ان کے مدد کے قابل ہوں گے تو ان کی مدد کریں گے ورنہ ان کی مدد کے لئے دوسرے اہل خیر حضرات کو توجہ دلائیں گے ۔

س :- کیا ملک میں سنی تبلیغی جماعت کا کام شروع ہو گیا ہے ۔

ج :- کئی برس سے کانپور کے علمار سنی تبلیغی جماعت کے ماتحت تبلیغ کا کام کر رہے ہیں ۔ آندھرا پردیش حیدرآباد میں صوبائی سنی تبلیغی جماعت سرگرم عمل ہے ۔ الحاج سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب رضوی پیپر مرچنٹ کے زیر اہتمام پچاس ہزار سے زائد تبلیغی و اصلاحی کتابچے ملک میں مفت تقسیم ہو رہے ہیں

س :- آپ کے مصارف کسی کیا شکل ہو گی

ج: خدا کی راہ میں جو نکلتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ جب تک سوچتے رہیں گے کام نہ ہوگا۔

س:-   آپ نے دارالتصنیف کا اعلان کیا ہے۔ اس کے متعلق کیا ارادہ ہے؟

ج: رضا لائبریری کے ذیل میں دارالتصنیف کا بھی انتظام ہوگا۔

•

اس پورے انٹرویو کو آپ پڑھ جائیں ہر ہر سطر سے قوم و ملت کا درد ٹپکتا ہے۔ اور عوام کو صحیح راہ پانے کے لئے سنی تبلیغی جماعت کا قیام یہ وقت کی اہم ضرورت تھی۔ جس کو علامہ نظامی نے محسوس کر لیا تھا۔ اس لئے انھوں نے اپنی توجہ اس جماعت کے ترویج و اشاعت پر صرف کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور سنی تبلیغی جماعت کی ایک عظیم شاخ باسنی ضلع ناگور میں قائم فرمادی۔ اس شاخ کو حسن اتفاق سے ایسے مخلص علماء و عوام مل گئے جنہوں نے اپنے جہد مسلسل سے اس کے قیام و ترقی کے لئے اپنی ایثار و قربانی سے ایک مستحکم و مضبوط شاخ بنادی جس کے زیر اہتمام آج تقریباً ساٹھ سے زائد مدارس و مکاتب چل رہے ہیں اور سو سے زائد علماء، و حفاظ و عملہ دین کے تبلیغ و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ان مخلصین میں ان حضرات کے اسماء قابل ذکر ہیں جنہیں میں اپنی یادداشت کے مطابق سپرد قلم کر رہا ہوں۔

(۱) یادگار سلف مصلح ملت حضرت علامہ ظہور احمد صاحب قبلہ

(۲) مفتی ملت مصلح قوم علامہ ولی محمد صاحب مفتی باسنی،

(۳) مفکر ملت حافظ ابوبکر صاحب اشرفی۔

(۴) اور ان کے رفقہائے و معاونین

•

شاخ بھیونڈی

یہاں پر رئیس ملت الحاج پیر مرشد عبدالغفور صاحب اشرفی مدظلہ کی سرپرستی میں یہ جماعت آگے بڑھی۔ اور اراکین سنی تبلیغی جماعت شاخ بھیونڈی نے تبلیغی کام کو آگے بڑھایا۔ مبلغین کے لئے مدارس قائم کئے۔ مساجد میں ائمہ کرام نے درس قرآن و درس حدیث کا پروگرام جاری کیا جو بحسن وخوبی آج بھی جاری ہے۔ اور جناب صدر ملت انور علی ایم۔ اے نے اپنے اوقات کو اسی جماعت کے لئے وقف کردیا اور بے شمار جلسے، پوسٹر، پمفلٹ اور کتابچوں کے ذریعہ تبلیغی کام کو اب تک جاری کئے ہوئے ہیں۔

زندہ قوم کی یہ علامت ہوتی ہے کہ اپنے اسلاف کا زناموں کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ عوام اہل سنت سے گذارش ہے کہ علامہ نظامی کی اس عظیم تحریک کی بقا و تحفظ اور اس کی ترقی کے لئے اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس کی شاخیں قائم کریں اور اپنا وقت دے کر اس کے لئے عملاً بھی کوشش کریں کہ علامہ نظامی کے لئے یہ بھی ایک لائق تحسین خراج عقیدت ہے۔

ماہنامہ پاسبان

تقریر کی طرح آپ کی تحریریں بھی ایک خاص اسلوب تھا، آپ کی ادارت میں ماہنامہ پاسبان تقریباً چالیس سال تک مذہبی وادبی خدمات انجام دیتا رہا۔ اس ماہنامہ نے بہت ہی کامیاب نمبر بھی نکالے جن کی حیثیت تحقیقی دستاویز کی ہے۔ مثلاً کربلا کا مسافر، محدث اعظم نمبر، مجدد اعظم نمبر، عقائد نمبر، سید العلماء نمبر وغیرہ وغیرہ۔

اس پر آشوب دور میں اس ماہنامہ کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ اللہ نے چاہا تو اب پھر اس کی نشاۃ ثانیہ کی جائے گی۔

تاجدار

اہل سنت والجماعت کا ہندوستان میں کوئی اخبار نہ تھا جو جماعتی کام کو آگے بڑھاتا۔ علامہ نظامی نے اس ضرورت کے تحت تاجدار دہلی ۱۹۷۱ء میں نکالا جو بہت ہی مقبول بھی ہوا لیکن مولانا انوار احمد نظامی ناظم اعلیٰ دار العلوم غریب نواز کی گرفتاری کے بعد مجبوراً اس کو بند کر دینا پڑا۔

ادارہ تصنیف و تالیف

ہماری جماعت میں مقررین کی کمی نہیں مگر پختہ قلم مصنفین و محققین کی قلت کا احساس پوری جماعت کو ہے۔ نظامی صاحب نے اس ضرورت کو محسوس کرنے کے بعد اس ادارہ کا قیام فرمایا تاکہ جماعت کے نوجوان علماء و فضلاء اس ادارے کے زیر اہتمام تصنیفی و تالیفی صلاحیتوں میں کمال پیدا کیا اور مصنفین و مضمون نگار لوگوں کی کمی بھی ختم ہو جائے گی۔

نوجوان علماء پر عنایات

پاسبان ملت اکابر ملت کے سامنے اس طرح نیازمندی سے پیش آتے جیسے ہر بزرگ ان کا استاذ یا مرشد کامل ہو۔

اور نوجوان علماء و فضلاء کی دینی خدمات کو سراہنا، ان کے کارناموں پر ان کی حوصلہ افزائی کرنا انھیں اپنی دعاؤں سے نوازنا ان کی صلاحیتوں کا برملا اعتراف کرنا

یہ پاسبان ملت کی ایسی دلنوازادائیں تھیں جس کا جواب نہیں ۔

ملت کا درد

پاسبان ملت ، ملت کے عظیم محسن تھے ۔ اہل سنت وجماعت کا درد ان کے سینے میں موجود تھا جو اپنی جماعت کی زبوں حالی پر بے چین و بے قرار ہو جایا کرتے تھے یہ جماعت ہی کا درد تھا کہ جب عوام اہل سنت کو تبلیغی جماعت کے سلسلہ تبلیغ سے گمراہ ہوتے دیکھا کہ روزہ و نماز کا آڑ لے کر یہ گمراہ جماعت کس طرح لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے تو ان کا دل تڑپ اٹھتا ۔ اور اس کی کاٹ اور عوام اہل سنت کے عقائد و معمولات کی تحفظ کے لئے نیز انھیں پابند سنت کرنے کے لئے ایک سرگرم تحریک "سنی تبلیغی جماعت" کی بنیاد ڈال دی اور خود بن بلائے روساء و غرباء و ائمہ مساجد کے پاس جماعت کسی استحکام کے لئے تشریف لے گئے ۔ علامہ نظامی نے جس خلوص کے ساتھ اس جماعت کی سربراہی فرمائی اس کی مثال شکل سے ملے گی ۔

یہی وجہ ہے کہ انتہائی ہی قلیل عرصہ میں اس کی متعدد شاخیں قائم ہوئیں اور ان کے زیر اہتمام آج بھی سنی تبلیغی جماعت کا کام زوروں پر چل رہا ہے ۔ ان شاخوں میں سنی تبلیغی جماعت باسنی اور سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔

عظیم کارنامے

پاسبان ملت کی پوری زندگی تبلیغ و رشد و ہدایت میں گزری ۔ چند عظیم کارنامے مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) مرکز علم و ادب دار العلوم غریب نواز الہ آباد کی تاسیس اور تادم حیات اہتمام

(۲) آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کی تاسیس اور اس کی سرپرستی تادم حیات ۔

(۳) شہر ممبئی میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ایک طویل عرصہ تک عروس البلاد میں مساجد و مختلف سنی تنظیموں کی نگہداشت ائمہ کی تقرری مجالس میں علماء و خطباء کا نظم اور کتب و رسائل کے ذریعہ علماء سوء کا رد تبلیغ اور وہابیوں کی سرکوبی اور ان کا ہر طرح سے جواب دے کر عوام اہل سنت کے عقائد اور ان کے معمولات کا تحفظ فرماتے رہے۔

(۴) اہل سنت و جماعت کی فلاح و بہبود کے لئے شہر ممبئی میں ایک عظیم ادارہ دار العلوم امام احمد رضا کی تاسیس اور اس کے زیر نگرانی ایک ادارۂ شرعیہ کا قیام جو آج بھی اپنی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

(۵) پورے ملک میں مناظرہ و مباحثہ نیز وعظ و تقریر کے ذریعہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کو شکست فاش دے کر عوام کو گمراہ ہونے سے بچانے کی مسلسل سعی کرنا ہے۔

(۶) دار العلوم غوثیہ جبلی، کی تاسیس کے بعد اس کی سرپرستی دار العلوم دستگیریہ منڈگوڑ، دار العلوم شاہ جماعت ہاسن، دار العلوم شاہ جیلی بھاگلپور، دار العلوم غوثیہ دیوا، جامعہ سلطان ٹیپو، دار العلوم گلشن اجمیر بھیریا، مدرسہ تعلیم الاسلام پھلپور اور اسی طرح نہ جانے کتنے اداروں کے سرپرست رہ کر اداروں کی بقاء و تحفظ کے لئے کوشش فرماتے رہے۔

(۷) ماہنامہ پاسبان، تاجدار دہلی کا اجراء اور اس کی نگرانی۔

(۸) ادارہ تصنیف و تالیف کا قیام

(۹) تصنیف و تالیف، وعظ و خطابت، مباحثہ و مناظرہ کے ذریعہ دشمنان رسول کو منہ توڑ جواب دے کر عوام کو گمراہ ہونے سے بچانا۔

(۱۰) غریب نواز پریس کی حصولیابی اور نشریات کے ذریعہ احقاق حق کرنا۔

نظامی نواز علمائے کرام

پاسبان ملت کو جب علاج کے لئے بیسیرق نرسنگ ہوم الہ آباد میں داخل کیا گیا اور علالت کی خبر ملک کے طول و عریض میں پھیلا تو علماء و عوام کا قافلہ عیادت کے لئے ٹوٹ پڑا۔ سب سے پہلے شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق قبلہ امجدی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور تشریف لائے۔ حضرت کی معیت میں مولانا عبدالحق استاذ الجامعۃ الاشرفیہ بھی مندرجہ ذیل حضرات بھی عیادت کے لئے پہنچے تھے۔

(۲) خطیب ملت مناظر اہل سنت علامہ منصور علی خاں صاحب سکریٹری آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی۔

(۳) مفکر ملت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب کانگر ضلع بستر۔

(۴) شہزادۂ صدر الشریعۃ حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ۔

(۵) یادگار صدر الشریعۃ حضرت علامہ سید محمد ظہیر صاحب علی گڈھ

(۶) شعلہ بار خطیب مولانا عبدالرزاق صاحب جبلپور

(۷) ابوالحقانی مولانا محمد حسین آرہ۔

(۸) خطیب الہند ڈاکٹر حسن رضا خاں پی ایچ ڈی پٹنہ

(۹) شمس العلماء حضرت علامہ محمد نظام الدین صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ خیریہ سہسرام۔

(۱۰) مقرر ذیشان علامہ جہانگیر خاں بھاگلپور۔

(۱۱) مفکر ملت علامہ محمد حنیف قادری بستوی۔

(۱۲) علامہ محمد حسین بہرائچی

(۱۳) علامہ رئیس کوثر بہرائچی

(۱۴) علامہ قمر رضا خاں بریلی شریف

(۱۵) مولانا بدر عالم مبارک پوری

(۱۶) مولانا عبد الباری بمبئی

(۱۷) مولانا شہباز انور صدر مدرس احسن المدارس نئی سڑک کانپور

(۱۸) مولانا آل رسول حبیبی اڑلیسہ

(۱۹) مولانا عبد الرزاق ریوا۔

(۲۰) مولانا محمد صبید الحق منجانب رئیس ملت الحاج بڈن صاحب رضوی منڈگوڑ

(۲۱) مولانا نور الدین نظامی رامپور

(۲۲) حافظ محمد صادق بنگلور

(۲۳) صوفی سیٹھ محمد نظام الدین بڑی مسجد مدنپورہ

(۲۴) صوفی ذکریا صاحب بھدرہی

(۲۵) مولانا نیاز احمد بہریا۔

(۲۶) مولانا محمد شمیم صاحب

(۲۷) مولانا محمد ابو الکلام صاحب پھولپور

(۲۸) وکیل انیس احمد صاحب

(۲۹) ناظم علی مدرسہ تعلیم الاسلام پھولپور وغیرہ وغیرہ۔



نظامی نواز مخیر حضرات

اہل دول کی دنیا میں کمی نہیں مگر ایسے دولت مند جو دولت کو صحیح مصرف میں خرچ کرتے ہوں خال خال ہی ہیں۔ ایسے ہی کچھ اہل ثروت کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں جنہوں نے علالت کے بعد مسلسل فون پر رابطہ رکھا اور علامہ نظامی علیہ الرحمتہ کے حالات برابر معلوم کرتے رہے بلکہ کچھ حضرات نے بسلسلہ علاج رقمیں بھی روانہ فرمائیں۔

(۱) رئیس قوم و ملت عالی جناب الحاج محمد سلطان اختر صاحب بمبئی

(۲) رئیس ملت عالی جناب عبد المنان صاحب گونڈی

(۳) سیٹھ محمد مظفر صاحب

(۴) سیٹھ محمد سلیمان کرلا

(۵) سیٹھ عبد اللطیف صاحب

(۶) انور علی صاحب بھیونڈی

(۷) رضا اکیڈمی بمبئی

(۸) سیٹھ عبد الوہاب صاحب

(۹) انجمن مہر النساء کلکتہ

(۱۰) سیٹھ محمد ثناء اللہ صاحب منڈگیر

(۱۱) الحاج بڈن صاحب رضوی منڈگوڑ

(۱۲) سید شاکر علی سید غلام غوث راونگیرہ

(۱۳) سیٹھ محمد ارشاد صاحب وغیرہ۔

مفتی ولی محمد باسنی

رئیس العلماء مولانا ولی محمد صاحب باسنی امام جامع مسجد باسنی ضلع ناگور اور خطیب ملت مولانا ابو خالد برکاتی جامعہ رضویہ اود ے پور اور مولانا محمد شریف الرحمن، دار العلوم شاہ جماعت پاسن کرناٹک مولانا شبیہ القادری سیوان، مفتی غلام محمد صاحب قبلہ ناگپور سے فون پر برابر علامہ کے حالات معلوم کرتے رہے۔

●

علالت

ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ میں فالج کا دوسرا حملہ بمبئی میں ہوا۔ (پہلا حملہ دو سال قبل ناسک میں ہوا تھا جس کے بعد آپ تقریباً ۲ ماہ جسلوک ہاسپٹل بمبئی میں زیر علاج رہے) بمبئی کے احباب رئیس ملت جناب داؤد سیٹھ جناب حافظ محمد بشیر، مولانا قاضی محمد اشرف رضا صاحب وغیرہ نے دولی نرسنگ ہوم میں داخل کیا حملہ سخت تھا مگر ماہر ڈاکٹروں نے فوراً مرض پر قابو پا لیا اس طرح آپ خطرے سے باہر ہو گئے۔

اس بار فالج کے حملے کے وقت کرم شعار و اطاعت گذار جناب الحاج حافظ لعل محمد قادری گونڈوی حج و زیارت کے لئے حرمین طیبین تشریف لے گئے تھے۔ اور موقع پر موجود نہیں تھے مگر جب انھیں فون پر کرم فرما جناب سیٹھ عبد المنان صاحب نے علامہ کے علالت کی اطلاع دی تو وہ بے چین ہو گئے اور فوراً بمبئی اپنے احباب سے فون پر رابطہ کر کے تاکید کی کہ علامہ کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔ چنانچہ احباب نے بھی بھرپور اپنے خلوص کا مظاہرہ کیا اور ہر طرح کا خیال رکھا۔ علامہ صحت یاب ہو کر

سنی جمعیۃ العلماء کے بجائے اس بار عالی جناب داؤد سیٹھ کے گھر پر ہی آرام فرمانے کے لئے رک گئے۔ محرم کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور حافظ لعل محمد قادری حج و زیارت سے واپس آچکے تھے۔ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ میں علامہ کو پھر فالج کے تیسرے حملے کا خطرہ محسوس ہوا۔ فوراً حافظ لعل محمد کو بلایا اور الہ آباد چلنے کا حکم دیا۔ حسب الحکم حافظ صاحب شام کی گاڑی سے الہ آباد کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور ۱۰ر اگست ۱۹۹۰ء کو تقریباً ۱۲ بجے دن میں جب گاڑی اٹارسی پہنچنے والی تھی علامہ پر مرض کا شدید حملہ ہوا اور زبان لڑکھڑانے لگی حافظ لعل محمد قادری کو تین وصیت فرمائی۔

(۱) دارالعلوم سے الگ مت ہونا، دارالعلوم ٹوٹنے نہ پائے۔

(۲) مجھے دارالعلوم میں دفن کرنا۔

(۳) میرے سرہانے نسیم رحمت کا تیسرا حصہ رکھ دینا۔

ان کے بعد حافظ صاحب نے کلمے پڑھائے جتنی سورتیں پڑھنی تھی پڑھیں پھر درود شریف پڑھنے کو کہا۔ پھر درود شریف پڑھنے کو کہا۔ اسم رسالت پر انگوٹھے چومنے کے لئے ہاتھ اٹھاتے مگر نقاہت سے آنکھوں تک ہاتھ نہ پہنچنے پاتے پھر اسی حالت میں غشی طاری ہو گئی اور پھر تادم حیات ہوش نہ آسکا۔

وصال

۱۱ر اگست ۲ بجے شب الہ آباد ریلوے اسٹیشن سے اتار کر فوراً ہی پرتی نرسنگ ہوم میں داخل کیا گیا جس میں مسلسل علاج جاری رہا اور ۸۲ روز بے ہوشی (کوما) کی حالت میں رہنے کے بعد ۲۹ر اکتوبر ۱۹۹۰ء مطابق ۸ر ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ بروز دوشنبہ مبارکہ بوقت دن کے ساڑھے گیارہ بجے محلہ دائرہ شاہ اجمل اپنے دولت کدے میں داصل بحق ہوئے۔

یہ خبر سنتے ہی الہ آباد کے عوام و خواص اشک بار آنکھوں سے اپنے پاسبان ملت کا آخری دیدار کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ اور شہر کی حالت خراب ہونے کے باوجود اور کرفیو زدہ ہونے کے باوجود ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور مفتی شہر علامہ سید قاری مقبول حسین امام جامع مسجد الہ آباد نے محلہ دائرہ شاہ اجمل میں مسجد کے متصل نماز جنازہ پڑھائی پھر کلمہ طیبہ کی گونج میں جنازہ آگے بڑھا۔ اور مرکز علم و ادب دارالعلوم غریب نواز کے پاس پہنچ کر جنازہ رونمائی کے لئے رکھا گیا اور رات تقریباً ساڑھے آٹھ بجے تدفین عمل میں لائی گئی۔

مدفن

وصیت کے مطابق علامہ نظامی علیہ الرحمۃ کو خود ان کی منتخب کردہ جگہ پر مرکز علم و ادب دارالعلوم غریب نواز کے ایک وسیع کمرے میں دفن کیا گیا۔ قبر میں مندرجہ ذیل حضرات نے اتارا۔ پیر طریقت شہر مفتی الحاج مقبول حسین صاحب، راقم الحروف شفیق احمد شریفی مفتی و پرنسپل دارالعلوم غریب نواز، عالی جناب سید ناصر فاخری اور صوفی ممتاز احمد قریشی وغیرہ۔

جناب فصیح الدین نظامی و جناب محمد زاہد فاخری کے توسط سے آل انڈیا ریڈیو اور صوبائی خبروں میں لکھنؤ سے علامہ کی وفات کا فوراً اعلان ہو گیا جس کے لئے ہم اساتذہ طلبہ ان دونوں حضرات کے شکر گذار ہیں۔

••• ختم شد •••

بموقع وفات حسرت آیات

علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ

پاسبانِ دین وملت صاحبِ عز و وقار
بچہ بچہ اہل سنت کا ہے غم میں اشکبار

دے کے تم درسِ اخوت چل دیئے سوئے جناں
ہیں سبھی خورد و کلاں فرقت میں تیرے بیقرار

قلبِ مسلم کا سکون دل کی ضیاء جاتا رہا
اہلِ حق حق گو ہمارا رہنما جاتا رہا

دیو کے بندے لرز جاتے تھے جس کے نام سے
آہ وہ باطل شکن شیرِ رضا جاتا رہا

بزم نوری قادری رضوی میں ہے ماتم بپا
اس کا حامی اور سچا پیشوا جاتا رہا

دم بخود ہیں صاحبانِ علم و فضل اپنی جگہ
بحرِ سنیت کا دُرِّ بے بہا جاتا رہا

پاسبانِ دین وملت رہبرِ دینِ متین
کشتیٔ اہل سنن کا ناخدا جاتا رہا

وہ شہنشاہِ خطابت وہ امیرِ کارواں
ناز تھا جس پر وہ مردِ باخدا جاتا رہا

خون کے آنسو رلایا جس نے اہل کشور کو
وہ غلامِ حضرت احمد رضا جاتا رہا

عمر بھر ڈھونڈو شفیق اب کیا بھلا پاؤ گے بھی
اہل سنت کا مناظر ہمنوا جاتا رہا

●

شفیق گونڈوی

پاسبان ملت

علماء و مشائخ کی نظر میں

معذرت

بعض اساطین ملت و معاصرین و اصاغر کے تاثرات دیر سے موصول ہوئے قلت وقت کی وجہ سے اس تعارف میں انکا شمول نہ ہوسکا ماہنامہ پاسبان کے پاسبانی ملت نمبر میں ان کی تفصیلات شامل کی جائیں گی ۔

شریفی

(۱) عزیز گرامی اخطب الخطبا مولانا مشتاق احمد نظامی سلمہ کی عظیم دینی بنیادی شاہکار خدمت (دارالعلوم غریب نواز) کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکا سخت ناانصافی ہوگی اگر میں اپنی اور قوم کی طرف سے ان کا شکریہ ادا نہ کروں

(شمس العلما) علامہ شمس الدین جونپور علیہ الرحمہ

مفتی اعظم کانپور۔ علامہ رفاقت حسین علیہ الرحمہ

(۲) خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی کی ذات گرامی اپنی تنوع کے اعتبار سے ایسی ہمہ گیر ہے کہ انکے معاصرین میں بحیثیت مجموعی کوئی دوسری مثال نظر نہیں آتی ایک ہی وقت میں بے مثال خطیب صاحب طرز انشا پرداز تحقیق بدوش منت ایک چلتی پھرتی انجمن اور ایک متحرک درسگاہ ہیں۔

علامہ محمد میاں کامل سہرامی علیہ الرحمۃ

(۳) خون کے آنسو یہ اس مبارک تصنیف کا نام ہے جو حضرت علامہ خطیب الملت پاسبان امت مولانا مشتاق احمد نظامی کے ذمہ دار قلم کا ایک شاندار شاہکار ہے الخ

(شیخ المشائخ) فقیر ابوالحامد سید محمد غفرلہ اشرفی

دامت برکاتہ القدسیہ

(۴) واعظ بے بدل فاضل نوجوان مولوی مشتاق احمد سلمہ سلام علیکم۔ مزاج گرامی آج میں نے آپ کی کتاب (خون کے آنسو) دیکھی بے حد مسرت ہوئی۔ لہٰذا آپ یاد رکھیں کہ عرس کے موقع پر ایک نسخہ ضرور ساتھ لیتے آئیں میں آپ کی انوکھی تحقیقات دیکھ کر بہت مسرور ہوں۔ الخ

(علامہ) حسنین رضا بریلی شریف

(۵) قلعہ نجدیت کو ہچکولے میں لانے والی کتاب (خون کے آنسو) میں آپ کی کاوش فکر بلند نظری کثرت معلومات، طرز نگارش انداز تحریر کا مہینوں سالوں داد دی جائے تو حق ادا نہ ہوگا الخ۔

مفتی مجیب الاسلام مدرسہ امجدیہ ناگپور

(۶) میں مولانا مشتاق نظامی کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ ہم دونوں مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ کی درسگاہ میں پڑھتے تھے میں ان سے سینئر جماعت میں تھا اپنی فراغت کے موصوف کی تقریر کا شہرہ سنا مدّتوں کے بعد ان کی تقریر سنی تو محو حیرت رہا۔

آج جبکہ خون کے آنسو دیکھی تو یہ فیصلہ نہ کرسکا کہ مولانا نظامی کو شاہکار قلم کہا جائے یا شاہکار خطابت سچ تو یہ ہے کہ وہ زبان وقلم دونوں کے بادشاہ ہیں اب تو ہیں خون کے آنسو سے میدان مناظرہ بہت ہی کام لیتا ہوں

(مناظرہ اہلسنت، علامہ غلام مصطفیٰ بھاگلپور

(۷) ۱۳ اگست ۱۹۶۱ء کو عارف حق شہزادۂ اعلیٰ حضرت آقائے نعمت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان دفتر پاسبان میں تشریف لائے اور خون کے آنسو جلد اوّل مولانا انوار احمد نظامی نے تذکرگزاری اور کچھ مضامین پڑھ کر سنائے جسکو سنکر حضرت نے فرمایا! مشتاق نے اس کتاب کی ترتیب میں بڑی محنت وکاوشس کی ہے! اور فرمایا،، اس کو خون کے آنسو کہا جائے یا خوشی کے آنسو،، پھر اس کے بعد ۲۵ روپے اپنے جیب خاص سے دیتے ہوئے فرمایا،، اسکو جلد دوم کی اشاعت میں میری طرف سے شامل کرلیا جائے۔

(۸) زعیم ملت خطیب اہلسنت الخ

مفتی غلام محمد لیسین درگاہ شریف چمنی بازار (پورنیہ)

(۹) فخر العلماء ابر الفضلاء محب مکرم الخ

(علامہ) محمد آل حسن سنبھلی

(۱۰) اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا نظامی ایک تہائی صدی سے اپنے مسلسل پیہم تبلیغی اسفار کے ذریعہ طول وعرض دین وسنیت کا جو عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں اسکے تابندہ نقوش اور چھلکتے ہوئے آثار دینی اداروں مذہبی تنظیموں اور

جیتی جاگتی مسلم آبادی کی صورت میں جگہ جگہ دیکھے جاسکتے ہیں لیکن الہ آباد کے سرزمیں پر انکے عشق و اخلاق اور محبت و ایثار کا وہ نقش دیکھنے کی مجھے ایک عرصہ سے خواہش تھی جسے ملک کے طول و عرض میں دارالعلوم غریب نواز کے نام سے لوگ جانتے اور پہچانتے ہیں الخ

رئیس التحریر علامہ ارشدالقادری جمشید پور

علامہ

(۱۱) پاسبان ملت خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی اہلسنت کے ایک بے باک مناظر، ایک بے مثل خطیب، ایک صاحب طرز انشاپرداز اور میدان توصیف کے ایک لاجواب محقق تھے الخ

(شارح بخاری) محمد شریف الحق امجدی الجامعۃ الاشرفیہ

(۱۲) خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی کی خطابت ضرب المثل بن چکی ہے یہ موصوف کی سحر طراز اور انقلاب انگیز تقریروں ہی کا اثر تھا جس نے بھیونڈی اور بمبئی کے سوئے ہوئے سنی مسلمانوں کو بیدار کرکے شاتمان پیغمبر اور دشمنان اسلام کے انتہائی زہریلے اور خطرناک منافقانہ منصوبوں کو خاک میں ملادیا اور انکے تمام ناپاک تحریکوں کے پرخچے اڑادیے انہوں نے ملک کے طول و عرض میں دینی تبلیغی دورہ کرکے اپنی سحرانگیز خطابت کے ذریعہ مسلک اہلسنت کی حقانیت و صداقت کا پرچم بلند سے بلند تر کردیا ہے

(ادیب شہیر علامہ) نسیم بستوی

(۱۳) ہماری جماعت کے بیرو محسن اہلسنت پاسبان ملت علامہ نظامی سب سے پہلے تبلیغیوں کے فریب و دجل کا پردہ چاک کرنے کے لئے عملی حیثیت سے اٹھا اور ایک کل ہند سنی تبلیغی جماعت قائم کی ۔

(علامہ) اسرارالحق

(۱۴) مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور آستانۂ اشرفیہ سے بڑی عقیدت تھی آپکی یاد نے عیال کو بے چین کردیا مولیٰ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

(شیخ المشائخ) سید محمد مختار اشرف اشرفی سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

(۱۵) حضرت خطیب مشرق ایک عہد ساز شخصیت کے مالک تھے انکی وفات سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے اسکو اب ہر شخص محسوس کر رہا ہے۔ دو اخلاص کے ایک بے چین روح آج ہم سے رخصت ہوگئی رعد کی طرح گرجنے والی وہ آواز جس سے لاکھوں مردہ دلوں کو زندہ کیا صد حیف کہ آج خاموش ہے الخ

علامہ ارشد القادری فیض العلوم جمشید پور

(۱۶) جیسے ہی علامہ کی وصال کی خبر ملی اساتذہ و طلبہ کا ایک ہنگامی جلسۂ تعزیت بھی منعقد ہوا جس میں یکے بعد دیگرے اساتذہ نے خطیب مشرق کے اوصاف و کمالات بیان کئے اور انکے وصال کو مسلک اہلسنت و جماعت کے لئے ایک عظیم نقصان قرار دیا سواد اعظم کے عقائد و معمولات اور مراسم کو دل نشیں موثر اور بے مثال انداز خطابت سے بیان کرنا خطیب مشرق کا طرۂ امتیاز تھا جہاں جہاں آپ کی خطابت کی دھمک پہونچی باطل کے ایوان میں لرزہ طاری ہو جاتا آپکی تحریر بھی بڑی رواں دواں تھی الخ

مولانا امین الدین فیضی و اساتذہ طلبہ

فیض العلوم جمشید پور

(۱۷) انکے وصال سے بزم خطابت سونی مسند تدریس خالی ہوگئی اور تصنیف و تالیف کی تابانی چلی گئی علامہ نظامی علیہ الرحمہ ایک جہد مسلسل خلوص للہیت ملت کی پاسبانی اہلسنت کی ا، ذرہ نوازی۔ بزرگوں کے احترام کا نام تھا۔

(مولانا عبد القدوس دار العلوم غوثیہ سربیلا سہرسا۔

(۱۸) علامہ نظامی عظیم مقرر، صاحب طرز ادیب و مصنف قادر الکلام متکلم و مناظر اور تنظیم ملت کا شعور رکھنے والے متفکر تھے نصف صدی پر محیط آپکے گوناگوں کارنامے تاریخ ملت کے زرین باب کی حیثیت سے تابندہ رہینگے۔

علامہ محمد عاصم اعظمی ایم۔اے۔ایل۔ ٹی۔ پی۔ایچ ڈی

(۱۹) حضرت کے وصال سے ہمارے درمیان بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے اہلسنت کے لئے ایک عظیم سرمایہ چھن گیا حضرت ذات اہلسنت کیلئے ایک عظیم سرمایہ تھی

مولانا: محمد جمیل احمد فتحپوری

(۲۰) علامہ نظامی بلاشبہ علم و فضل کے آفتاب تھے اور تقریباً ایک تہائی صدی انوار علم و فضل سے ایک عالم کو مستفیر کرتے رہے زباں و قلم سے انہوں نے دین متین کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ یقیناً وہ صاحب طرز ادیب اور منفرد لب و لہجہ کے خطیب تھے۔ انھوں نے میدان خطابت میں جو روش اختیار کی ہے وہ سالکین راہ خطابت کے لئے مشعل راہ ہے علامہ نظامی اگرچہ صاحب اولاد نہ تھے لیکن نہ جانے کتنے لوگوں کو ان کی پدرانہ شفقتیں حاصل تھیں جسکے سبب لوگ آسمان خطابت کے چاند و سورج بن کر چمکے۔

تحریر میں بھی انکی یگانگت مسلم تھی۔ انکا قلم انکی علمی جلالت قدر کا مظہر ہے انکی تصنیفات سے انکی دقت نظر اور وسعت مطالعہ کا پتہ چلتا ہے دنیاوی علائقوں سے کنارہ کش اختیار کرکے انہوں نے علم و فنون کی ارتقا میں زندگی گذار دی انکی یہی وہ طرز زندگی ہے جسکے سبب ہندی مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن سمجھے گئے۔

ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم جامعہ ہمدرد، ہمدرد نگر۔ دہلی

(۲۱) علامہ نظامی صاحب کی دائمی مفارقت میرے لئے دو طرح سے جان گسل ہے اوّل یہ کہ وہ مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰحضرت کے ایسے ترجمان تھے جو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے انکی وجہ سے ہزاروں بدمذہب راہ راست پر آئے ہزاروں صلح کل متصلب سنی تنے اور کروڑوں اہلسنت ایقان و اطمینان کے دولت سے مالا مال ہوے ان کی آواز کی گھن گرج لہجے کی شیرینی طرز بیان کی دل نشینی دلائل کی پختگی ان کی تقریر سحر بلا حل کی طرح سننے والوں پر اثر پیدا کرتی۔

یہی وجہ ہے کہ اخیر وقت تک انکی تقریر کی دلکشی میں کمی نہیں پیدا ہوتی افسوس کہ ملت ایک ایسے خطیب سے محروم ہوگئی فالی اللہ المشتکی وھو المستعان الخ

(شارح بخاری حضرت علامہ محمد شریف الحق امجدی صدر شعبہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

(۲۲) حضرت علامہ نظامی صاحب کی جماعتی خدمات فراموش کر دئے جانے کے قابل

نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ دار العلوم غریب نواز کے ذریعہ آپ کا مشن زندہ رہیگا ان کی موت ملت کے لئے نقصان عظیم ہے۔

(علامہ) رکن الدین اصدق مدرسہ اصدقیہ مخدوم

اشرف شاہی مسجد بہار شریف

(۲۳) سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے عشق کا سپاہی اور تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے محاذ کی نوبیادی کرنے والے علامہ نظامی سب سے روپوش ہو گئے آنسوؤں کے قطرات انکی روح پرفتوح کو سلام کرتے ہیں۔

(مفتی) اختر حسین دار العلوم رضویہ کیتھون راجستھان

(۲۴) موصوف محاسن کا مجموعہ۔ خطابت وشریعت نقل وعقل کا حسین مزاج تھے انکے تقاریر بیان کی روانی زبان کی شگفتگی خطابت کی شبنمی شریعت مطہرہ کی پابندی کا حسین گلدستہ ہوتے تھے۔ صنف تردید کو انہوں نے نیا شعور بخشا تھا جسکے سبھی ہم عصر مقلد بنے

علامہ تجمل صدیقی بیت الانوار، گیا۔

(۲۵) یہ روح فرسا خبر سنتے ہی میرا دل پاس پاس ہو گیا اور مجھے بیحد صدمہ پہونچا کیونکہ موصوف کی ذات اعلیٰ کردار کی حامل تھی اور بالخصوص دیوبندی وہابیہ کے لئے شمشیر برہنہ تھی جیساکہ تصنیفات اور ان کی دیگر خدمات سے ظاہر ہے۔ حضرت علامہ نظامی صاحب قبلہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے نمونۂ عمل تھے مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت ترویج کے لئے وہ تازیست کمربستہ رہے اللہ تعالےٰ نے انکے دل میں ملت کا درد کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا الخ۔

علامہ سبحان رضا خاں

مہتمم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف۔

(۲۶) علامہ نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے علامہ نظامی دور حاضر کے بہترین خطیب عظیم مدبر ومفکر اور بے مثال مصنف تھے انہوں نے مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت میں جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں تاریخ

کبھی بھی فراموش نہ کر سکے گی الخ۔

(علامہ) محمد نعمان قادری الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی ضلع فیض آباد۔

(۲۷) علامہ نظامی کاروان اہلسنت کے عظیم سپہ سالار تھے۔ تاحیات دین مبین کے داعی اور مسلک اہلسنت وجماعت کے عظیم مبلغ اور افکار امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے سرگرم ترجمان تھے تو پس قرطاس وتقریر میں یگانہ۔ وہ نگار اور شعور ادب میں پردہ فارغ خطابت کی گھن گرج سے باطل لرزہ براندام رہتا تھا جلسوں کانفرنسوں اور مناظروں کی کامیابی کی ضمانت تھے علم وفضل کا پیکر اخلاق واخلاص کا مجسمہ اور مروت ورواداری کی حسین تصویر تھے الخ

(علامہ) فتح احمد بستوی مصباحی۔

(۲۸) علامہ نظامی کا وصال عالم اسلام کے لئے لرزہ خیز اور باعث رنج والم ہے آپکے نم سے لے کر زبان وبیان سے لے کر انتظامی صلاحیت کا اعتراف ہر کس وناکس کو ہے پ کے علمی جواہر پارے رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے مشعل راہ بنتے رہینگے اور آپ کی عمدہ یاد ر دارالعلوم غریب نواز تا قیام قیامت آپکے مشن کی تکمیل میں لگا رہے گا ان شاء اللہ الخ

(علامہ) اعجاز احمد مصباحی جامعہ بدر العلوم جسپور نینی تال۔

(۲۹) آہ صد آہ دین وملت کا ایک عظیم درخشاں ستارا اور آسمان خطابت کا روشن بلند مینار ٹ کر زمین پر آگرا نظامی صاحب کا دنیا سے تشریف لے جانا دنیائے سنیت کے لئے ایک ظیم خلا ثابت ہوگا الخ

(علامہ) عبد العزیز رضوی دار العلوم غوث اعظم پوربندر گجرات۔

(۳۰) آپ کا غم تنہا آپکا غم نہیں پوری سنیت کا غم ہے آج دنیائے سنیت یتیم ہوگئی سنیوں کے گھر گھر میں اندھیرا ہوگا۔ ہمارا خطیب چلا گیا ہمارا مناظر رخصت ہوگیا اہلسنت کے نقیب کا وصال ہوگیا میرے مربی وسرپرست کا انتقال ہوگیا الخ

چند تاریخی مادے حاضر ہیں۔ عزت مآب پاسبان ملت مشتاق احمد خطیب مشرق کوکب ایمان۔
۱۴   ۱۱   ۱۹   ۹۰
پاسبان ملت ذی قیم ۱۴۱۱ھ (مناظر اہلسنت علامہ) منصور علی خان سکریٹری آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی
۱۴۱۱

پنج سورہ رضویہ

خطباتِ ابوالحقانی

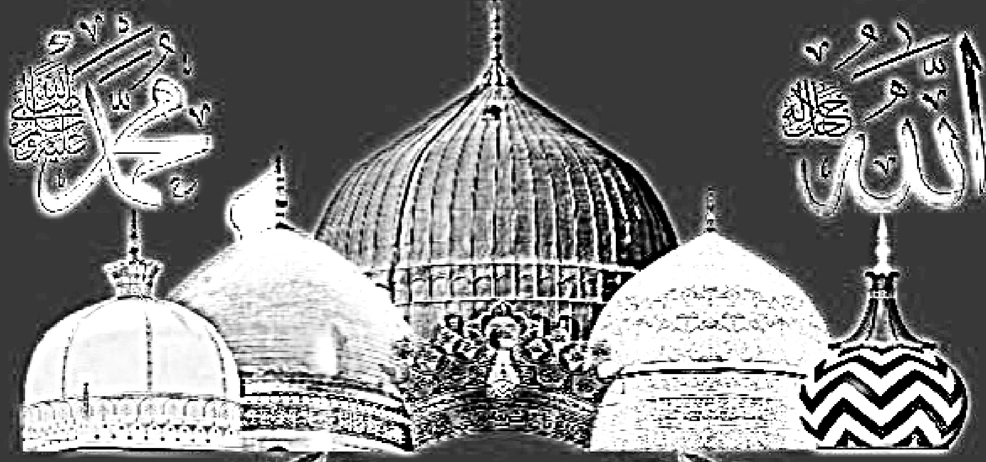
نوائے رضا

مرتب

شہزاد احمد کراچی - پاکستان

مکتبہ غریب نواز نمبر ۲۶۲ اٹالہ - الہ آباد

ادارۂ نشریات اہلسنت کرنیلی بی ۱۰۵۹ جی ٹی بی نگر الہ آباد



تعارف

پاسبان ملت

دارالعلوم غریب نواز مرزا غالب
روڈ الہ آباد

مصنف علامہ مفتی شفیق احمد شریفی پرنسپل دارالعلوم
غریب نوازالہ آباد

پیشکش انیس احمد حبیبی پرتاپ گڑھی